ضیاء الارشاد
فی
تحقیق الظاء والضاد

ابو الحسن اعظمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضیاء الارشاد فی تحقیق الظاء والضاد

علمائے متقدمین ومتاخرین کے اقوال اور کتب سے
مستفاد وماخوذ، حرف ضاد اور ظاء کی تحقیق پر
ایک جامع اور مفید رسالہ

ابوالحسن اعظمی

ربیع (۲) ۱۴۳۱ھ

تفصیلات

نام کتاب ـــــ ضیاء الارشاد فی تحقیق الظاء والضاد

مؤلف ـــــ ابو الحسن اعظمی

اشاعت۔ ربیع الثانی سنہ ۱۴۳۱ھ

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ	۴
۲	حرف ضاد	۷
۳	ضاد کا مخرج	۷
۴	ضاد کی ادائیگی کا طریقہ	۸
۵	دال یا مشابہ بالدال پڑھنا غلط ہے	۸
۶	ضاد مشابہ بالظاء ہے	۹
۷	ضاد کی صحت کا معیار	۹
۸	صفتِ استطالت	۱۰
۹	تشابہ کی صورتیں	۱۱
۱۰	چند حوالہ جات کتبِ تجوید و قراءت و تفسیر و فقہ سے	۱۲
۱۱	استفتاء ــــ جواب	۱۵
۱۲	تنبیہ	۱۹
۱۳	ظاءات القرآن کے متعلق نظمیں	۲۲
۱۴	احمد عباس بن عمار المہدویؒ	۲۳
۱۵	علامہ ابوعمرو عثمان دانیؒ	۲۵
۱۶	ابوالربیع سلیمان بن القاسم التمیمی السرقوسیؒ	۲۷
۱۷	امام ابوالقاسم سعد بن علی الزنجانیؒ	۲۸
۱۸	علامہ المحقق ابن الجزریؒ	۲۹
۱۹	باب الضاد والظاء	۲۹
۲۰	ضاد کے مادے کے الفاظ	۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

تجوید ـــــ سنت کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کا نام ہے، یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے بواسطہ جبرئیل پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کریم نازل فرمایا ٹھیک اسی طرح تلاوت کرنا۔

ارشاد باری ـــــ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (سورۂ بقرہ:۱۲۱)

آیت کریمہ میں حَقَّ تِلَاوَتِهٖ سے ایک حق حروفِ قرآنیہ کی اسی طرح درست ادائیگی بھی ہے جس طرح پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابۂ کرامؓ کو، صحابہؓ نے تابعین کو پڑھایا پھر اسی طرح نبوی تعلیمات اور ہدایات کی روشنی میں مکمل اصول وقواعد کے مطابق بعد کے اسلافِ کرام نے محنت اور مشق وتمرین کے ذریعہ سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچایا۔

علم تجوید ـــــ علوم نقلیہ میں سے ایک مستقل علم ہے، اس میں عقل وقیاس کا ہرگز دخل نہیں

وَمَا لِقِیَاسٍ فِی الْقِرَاءَۃِ مَدْخَلٌ ☆ فَدُوْنَكَ مَافِیْهِ الرِّضَا مُتَکَفِّلَا (شاطبیؒ)

یعنی قراءت میں قیاس ورائے کا کوئی دخل نہیں۔

ضرورت ہے اسلاف کے نہج وطریق پر، اصول کے مطابق مشق ومحنت کی، اگر ریاضت ومحنت نہ ہوگی تو غفلت شعاری کے نتیجے میں ادائیگی کے اندر نوع بہ نوع کے نقائص پیدا ہوں گے۔

قرآن کریم کا نزول فصیح عربی زبان میں ہوا، بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ (شعراء:۱۹۵)

حروفِ قرآنیہ میں حرفِ ضاد خالص عربی زبان کا حرف ٹھہرا، جن حضرات نے توجہ

سے کام لیا، ان کی ادائیگی صاف ستھری رہی، یہ حرف بھی پورے امتیاز کے ساتھ ادا ہوتا رہا، ماضی اور حال ہر زمانہ میں ـــــ مگر جب غفلت ہوئی تو اس خاص حرف کی ادائیگی میں اپنی رائے کے مطابق طرح طرح کے نقائص پیدا ہوئے، اس لئے حضراتِ متقدمین سے زمانۂ حال تک ہر دور میں علماءِ محققین نے اس حرفِ ضاد کے سلسلے میں بطورِ خاص تعلیماً و تصنیفاً، نثراً ونظماً عنانِ توجہ مبذول کیں۔

چنانچہ علامہ ابو محمد مکیؒ م ۴۳۷ھ صاحب ''الرعایہ لتجوید القراءۃ و تحقیق لفظ التلاوۃ'' علامہ ابوالعباس احمد بن عمار مہدویؒ م ۴۴۰ھ صاحب ''الہدایہ'' ''والتیسیر'' فی السبعۃ وغیرہما علامہ ابوعمرو عثمان بن سعید دانیؒ م ۴۴۴ھ صاحب ''جامع البیان'' ''والتیسیر'' وغیرہما سے لے کر محقق ابن الجزریؒ م ۸۳۳ھ تک اس حرف کی جانب توجہات کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے۔ ماضی قریب اور دور حاضر کے علماء اور اساتذۂ کرام نے رسائل اور فتاویٰ کی شکل میں یہ خدمت انجام دی۔

اسی سلسلہ کی کڑی ''الاقتصاد فی الضاد'' ہے (از مولانا حکیم رحیم اللہ بجنوریؒ) ۱۳۳۶ھ میں لکھا گیا (جسے بعد میں ۱۴۲۶ھ میں قراءات اکیڈمی ترکیسر گجرات سے بھی شائع کیا گیا)۔

''رفع التضاد عن احکام الضاد'' از مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ دیوبندی، اس کی تائید میں گراں قدر لاحقہ حضرت تھانویؒ کا ہے جس پر ۱۳۴۱ھ درج ہے۔ ۱۳۵۱ھ میں دیوبند کے سابق مکتبہ اعزازیہ سے شائع ہوا۔

اسی طرح مدرسہ عرفانیہ چوک لکھنؤ سے عرصہ ہوا سوال کے جواب میں ایک رسالہ بنام ''احکام الضاد بین التجوید والفقہ'' شائع ہوا اور ان رسائل سے پہلے ۱۲۸۲ھ میں بنام ''تحفۂ نذریہ'' بزبانِ فارسی محدث عبدالرحمٰن انصاری پانی پتیؒ کا ہے۔ یہ ۱۳۲۳ھ کا مطبوعہ ہے۔

نیز ۱۹۱۶ء سے ۱۹۸۰ء تک ملک کے دس شہروں سے اس حرف کی صحتِ ادا اور تحقیق

سے متعلق سوالات کے نہایت محققانہ اور بصیرت افروز جوابات حضرت شیخ المشائخ المقری ضیاء الدین احمد اور حضرت ابن ضیاء الشیخ محبّ الدین احمد الہ آبادی رحمہما اللہ کی جانب سے دیئے گئے، جو بلا شبہ نگاہ وقلب کے لئے متاعِ نور وسرور ہیں۔

آج بھی وقتاً فوقتاً حرف ضاد سے متعلق استفسارات ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۱۴۰۲ھ میں جب میرا تقرر دار العلوم دیوبند میں ہوا تو کچھ ہی دنوں کے بعد دفتر اہتمام سے ایک سوالنامہ حرفِ ضاد کے بارے میں میرے پاس پہنچا، اس وقت تو اختصار کے ساتھ جواب ارسال کر دیا گیا تھا۔ بعد میں خیال ہوا کہ اس بارے میں حضرات متقدمین اور متاخرین کی کچھ تحریریں ایک رسالے میں جمع کر دی جائیں۔

زیر نظر رسالہ بنام "ضیاء الارشاد فی تحقیق الظاء والضاد" اسی خیال کی ظاہری شکل ہے۔ امید ہے کہ اس مختصر رسالہ میں متفرق طور پر لکھا ہوا مواد یکجا مل جائے گا اور انشاء اللہ اس عنوان کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

ابو الحسن اعظمی

۱۹؍ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف ضاد : حرفِ ضاد کو اصعب الحروف کہا گیا ہے یعنی تمام حرفوں میں سب سے مشکل حرف چنانچہ اکثر لوگ اس کی ادائیگی میں مختلف قسم کی غلطیاں کرتے ہیں، کوئی خالص ظاء پڑھتا ہے، کوئی دالِ مفخّم (پُر دال) کوئی با اور واو کے درمیان آواز نکالتا ہے اور کوئی مشابہ غین، غرضیکہ اپنی عقل اور رائے کے مطابق ادا کے مختلف طریقے مقرر کر رکھے ہیں جو بالکل غلط اور خلافِ تجوید ہیں، لہٰذا خاص کر یہ حرف اور جو حروف بھی صحیح ادا نہ ہوتے ہوں کسی استاذ کامل اور مشّاق کے پاس مشق کر کے رست کر لینا چاہئے۔

اس کے اصعب الحروف ہونے کی وجوہ یہ ہیں:

(۱) یہ خالص عربی زبان کا حرف ہے۔

(۲) اسکا مخرج مجرائے صوت سے ایک طرف کنارے اور زبان کے بغلی حصہ میں واقع ہے۔

(۳) اس کا مخرج طویل ہے۔

(۴) اس کی ایک صفتِ مخصوصہ زائد استطالت ہے جس کا مقامِ ادا بھی اس کا مخرج ہی ہے۔

(۵) ضاد کے مخرج اور صفت استطالت کے فہم و ادراک کے لئے زبان اور ڈاڑھ کے تجزیہ، تقسیم و ترتیب وغیرہ امور کا جاننا ضروری ہے اور کمالِ واقفیت بھی معنٰی دارد؟

ضاد کا مخرج : ضاد کا مخرج اقصائے حافۂ لسان مع اضراسِ علیا ہے۔ یعنی شروع کنارۂ زبان سے آخری کنارۂ زبان مع اضراسِ علیا، یہ مخرج ضاد کا ہے، بہ نسبت بہ یک وقت دونوں جانب کے یا داہنی جانب کے، بائیں جانب سے کچھ آسان ہے۔ واضح ہو کہ زبان کی دونوں جانب میں ـــــ کنارہ کے بعد سے اخیر تک پورے لمبے حصے کو حافۂ لسان یعنی زبان کی کروٹ اور کنارہ کہتے ہیں۔ پھر اسی کنارے سے یا ـــــ کروٹ کا وہ حصہ

جو حلق کی طرف اور ڈاڑھوں کے بالمقابل ہے اسے اقصائے حافہ یعنی آخری کنارہ و کروٹ اور وہ حصہ جو نوک زبان کی طرف اور دانتوں کے مقابل ہے اسے ادنائے حافہ ـــ یعنی شروع کا کنارہ یا کروٹ کہتے ہیں۔

ضاد کی ادائیگی کا طریقہ : ضاد کی ادائیگی اس طرح ہو کہ زبان کی کروٹ کا وہ حصہ جو ظہر لسان (تالو کی طرف والے بالائی حصہ کو ظہر لسان (پشتِ زبان) کہتے ہیں) سے ملا ہوا ہے وہ ڈاڑھوں کی جڑوں سے اور درمیانی حصہ ڈاڑھوں کے درمیانی حصہ سے منطبق ہو جائے اور زبان کی نوک ثنایا علیا کی نوکوں اور جڑوں (طا اور دال کے مخرج) سے الگ رہے۔ اور ساتھ ہی صفتِ اطباق ادا کی جائے۔ ادائیگی کے اعتبار سے یہ حرف بائیں جانب سے کچھ آسان ہے، دونوں جانب سے نادر ہے اور دائیں جانب سے مشکل ترین ہے۔ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

الی ما یلی الاضراس وھو لدیھما ☆ یعز وبالیمنی یکون مقللا

یعنی اقصائے حافہ لسان جو دونوں طرف کی ڈاڑھوں سے ملتا ہے اور یہ ان دونوں کروٹوں سے نادر ہے، یہ دائیں کروٹ میں بھی کمتر ہی ہوتا ہے۔

محقق ابن الجزریؒ نے مقدمۃ الجزریہ میں ''مِنْ اَیْسَرَ اَوْ یُمْنَاھَا'' فرمایا جس میں اولاً ''اَیْسَرَ'' لائے ہیں، بائیں جانب سے ذرا سہولت کو بیان فرمایا، لفظ ''اَیْسَرَ'' کا معنی آسان تر بھی ہے یعنی دائیں جانب کے مقابلے میں بائیں جانب سے آسان تر ہے اور ''نشر'' میں محققؒ نے ''عِنْدَ الْاَکْثَر'' فرمایا ہے۔

معاً دونوں جانب سے ادائیگی پیغمبر علیہ السلام سے اور سیدنا حضرت عمرؓ (وعلیؓ) کی خصوصیات میں سے ہے۔

دال یا مشابہ بالدال پڑھنا قطعاً غلط : خوب واضح رہے کہ تجوید و قرأت کی کتابوں میں محقق علماء نے بصراحت لکھا ہے کہ ضادِ معجمہ، ظاءِ معجمہ کی طرح صفت

رخوہ کے حروف میں سے ہے، جن کی ادائیگی میں آواز بند نہیں ہوتی، جاری رہتی ہے ـــــ اس کے برخلاف دال مہملہ حروفِ شدیدہ میں سے ہے، (اَجِدُكَ قَطَبْتَ) جن کی دائیگی میں آواز بند ہو جاتی ہے ـــــ پس ضاد کو، دال یا دال کے مشابہ پڑھا جائے گا تو ضاد رخوہ نہ رہ کر دال کی طرح شدیدہ ہو جائے گا اور آواز کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور یہ سراسر غلط ہے، کیوں کہ ضاد شدیدہ ہرگز نہیں ہے بلکہ ظاء کی طرح رخوہ ہے۔

نیز صفتِ رخو کے علاوہ ضاد دیگر صفات میں بھی ظاء کے ساتھ شریک ہے، ماسوا استطالت کے کہ ضاد میں استطالت ہے اور اسی صفت کے ذریعہ ضاد، ظا سے ممتاز ہے۔ اگر یہ صفت ضاد میں نہ ہوتی تو ضاد اور ظاء میں از روئے صفت کوئی فرق نہ ہوتا اور ـــــ دال سے تو سوائے جہر کے تمام صفات میں متمائز ہے۔

ضاد مشابہ بالظاء ہے : اور غور کیا جائے تو عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ جن دو حرفوں میں وجوہِ اشتراک زیادہ ہوں گے وہ متشابہ فی الصوت ہوں گے یا جن دو حرفوں میں وجوہِ امتیاز زیادہ ہوں وہ باہم متشابہ ہوں گے۔ اور نقلاً ـــــ تو تجوید و قراءت، تفسیر اور فقہ کی اکثر معتبر کتابوں سے ضاد کا ظاء کے ساتھ مشابہ ہونا ثابت ہے۔

جو لوگ ضاد کو دال یا دال کے مشابہ پڑھتے ہیں ان کے پاس کسی معتبر کتاب کی ایک روایت بھی ایسی نہیں ہے جس سے صراحتاً ثابت ہو سکے کہ حرفِ ضاد کا تلفظ عین دال یا اس کے مشابہ ہے، ایسے لوگوں کے پاس سوائے لچر دلیلوں کے کچھ نہیں ہے۔

ضاد کی صحت کا معیار : ضاد کی صحت کا معیار یہ ہے کہ ضاد کو ادا کرنے کا مذکورہ طریقہ اختیار کرتے ہوئے اگر دال کی آواز معلوم ہو تو سمجھنا چاہئے کہ صفتِ استطالت ادا نہیں ہوئی کیوں کہ دال میں شدت کی وجہ سے حبسِ صوت ہے جو مانع استطالت ہے، ہاں اگر ظاء کی طرح آواز معلوم ہو تو اس حرف کا ادا ہونا ممکن ہے بشرطیکہ زبان کی نوک ظاء کے مخرج سے بالکل جدا رہے۔

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ ضآد کا مشابہ ظآء ہونا صحت کے منافی نہیں بلکہ یہی صحیح ضاد ہے اس لئے کہ صآد اور سین کی طرح ضآد کو ظآء سے مشابہت ہے۔

ضآد کو حافیہ کہتے ہیں کیوں کہ یہ حافۂ لسان سے ادا ہوتا ہے، نیز ضآد کا مخرج شروع حافۂ لسان تک دراز ہوتا ہے اس لئے اس کو مستطیل بھی کہتے ہیں۔

صفت استطالت: ضآد کی یہ امتیازی صفت ہے، لغوی معنی امتداد اور درازی کے ہیں اصطلاحی معنی ہے ـــــ حرفِ ضآد کی آواز کا شروع حافۂ لسان سے آخری حافۂ لسان تک بتدریج دراز ہونا حتی کہ لآم کے مخرج تک پہنچ جائے۔ محقق ''نشر'' میں فرماتے ہیں:

"والحروف المستطیل ـــــ ھو الضاد لانه استطال عن الفم عند النطق به حتی اتصل بمخرج اللام (ج ا، ص ٢٠٥)

لیکن یہ لام کے مخرج تک اتصال علی سبیل التخیل ہے، حقیقتاً نہیں۔ یہ کیفیت درازی مد (اصلی ـــــ نہ کہ فرعی) کی سی ظاہر ہو ـــــ مگر ـــــ واضح رہے کہ حروفِ مدہ کی درازی اور جریانِ صوت فی نفسہٖ و ذاتہٖ ہے ـــــ چنانچہ ـــــ یہی وجہ ہے کہ حروف ممدودہ زیادتی اور کمی (یعنی طول، توسط، قصر) کو قبول کر لیتے ہیں۔ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

"واما الممدودۃ فجریٰ فی ذاته و لذا قبل الزیادۃ و النقصان" (شرح شاطبیہ ٤٢٦)

اور ضآد کی درازی فی محلہٖ ہوتی ہے، جس کی ایک حد ہوتی ہے جب کہ حروفِ مدہ کا کوئی مخرج محقق نہیں۔ ان میں درازی ہوائی ہوتی ہے جس کا انقطاع بغیر ہوا کے انقطاع کے نہیں ہوتا۔ ضآد کی درازی حرف مدہ سے کم ہوگی لیکن حرکت کی مقدار سے زائد ہوگی، جیسا کہ ابھی گذرا کہ حرف مآد اور ضآد کی درازی میں فرق یہ ہے کہ حرف مد میں درازیٔ صوت فی نفسہٖ ہے اور ضآد میں فی محلّہٖ ہے، اسی درازیٔ صوت کو استطالت کہتے ہیں۔ یہ صفتِ استطالت ضآد کی ایسی اہم صفتِ لازمہ ہے کہ اسی صفت کی ادائیگی پر ضآد کی صحت موقوف

ہے، اکثر لوگوں سے یہ صفت اس وجہ سے ادا نہیں ہوتی کہ ــــ بجائے کنارۂ زبان ڈاڑھ سے لگنے کے ــــ سرا زبان کو ثنایا علیا کی جڑ سے لگا کر آواز کو پُر کرتے ہوئے ضاد ادا کرتے ہیں اور صفتِ شدت ادا کر دیتے ہیں جو منافی استطالت ہے، اسی وجہ سے بجائے ضاد کے دالِ پُر ادا ہو جاتی ہے اور غضب تو یہ ہے کہ عوام تو عوام۔ خواص بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں، مزید ستم یہ ہے کہ اسی کو صحیح سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر گذرا کہ "ضاد کو ظا سے مشابہت ہے" ــــ لیکن یہ عینیت کی دلیل نہیں ہے کیوں کہ تشابہ کو تغایر لازم ہے بلکہ یہ مشابہت کی دلیل ہے، پس ضاد کا ظاء کے مشابہ ہونا صفت ذاتی ہے، اگر اس تشابہ سے احتراز کیا گیا تو ضاد صحیح کبھی ادا نہیں ہو سکتا۔

بعض ناواقف سمجھتے ہیں کہ قدرت نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً ظاء کے مشابہ ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے، ایسا بالکل نہیں ہے۔ لہٰذا ضاد کو دال مفخمہ اور ظاء سے بچانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور کسی ماہر مشاق قاری سے ضاد کو مشق کر کے تصحیح کر لینا چاہئے۔ (تنویر المرأت)

تشابہ کی صورتیں: اس تشابہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ان دونوں حرفوں ضاد و ظاء کے مخرج میں ہی امتیاز نہ ہو یعنی دونوں ایک مخرج سے نکالے جائیں۔

(۲) مخرج میں ممتاز ہوں مگر آواز دونوں کی بالکل مشابہ ہو۔

(۳) مخرج اور صوت و آواز دونوں میں ممتاز ہوں مگر آواز ظاء کے قریب ہو۔

دوسری اور تیسری صورت کو اختیار کرنے والے محققین میں سے ہیں۔

حرف ضاد کی ادائیگی میں غلطیاں جو ہوتی ہیں وہ اس کے صحیح مخرج اور تمام صفات کا لحاظ نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہیں اور مختلف حرفوں کی آوازوں سے مختلط کر کے ادائیگی کے مختلف طریقے بنا رکھے ہیں جیسا کہ اوپر گذرا۔ ضاد کو ظاء کے ساتھ اکثر صفات میں اشتراک کے باعث مشابہت ہے، اس لئے ضاد کو ظاء پڑھنا غلط ہوتے ہوئے کسی قدر

معقول ہے ـــــ لیکن دیگر غلط ادائیگی خالص جہالت ہے، یہی وجہ ہے کہ محقق ابن الجزریؒ اپنے مقدمہ (مقدمۃ الجزریہ) کے اندر ضاد کو ظاء سے ممتاز کرنے کی جانب بطورِ خاص توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّ مَخْرَجٍ ☆ مَیِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَ کُلُّهَا تَجِی

اور پھر آگے ایسے تمام کلمات کو جو مشتق من الظاء ہیں بیان فرمایا۔

محقق ابن الجزریؒ نے شام میں دیکھا کہ اکثر لوگ ضاد کا تلفظ ظاء سے کرتے ہیں اس لئے خاص طور پر اعتناء کرتے ہوئے بیان فرمایا۔

چند حوالہ جات کتب تجوید و قراءت و تفسیر و فقہ سے

علامہ ابومحمد مکیؒ (ابومحمد ابن ابی طالب بن حموش بن محمد مختار القیسی المقری ولادت ۳۵۵ھ وفات ۴۳۷ھ، علامہ دانیؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: "کان حافظاً للقراءۃ ضابطاً، ذا عفافٍ و نسك و فضل و حسن تصنیف" یعنی حافظ قراءت، ضابط، عفیف، صاحب علم و فضل اور جید التصانیف تھے۔ ایک سو سے زائد کتابوں کے مصنف تھے، ازاں جملہ "الرعایۃ لتجوید القراءۃ و تحقیق لفظ التلاوۃ" اپنے موضوع پر نہایت اہم اور گراں قدر کتاب ہے)

الرعایہ میں لکھتے ہیں: "والضاد یشبه لفظها بلفظ الظاء"

آگے فرماتے ہیں: "ولو لا اختلاف المخرجین وما فی الضاد من الاستطالة لکان لفظهما واحدًا ولم یختلفا فی السمع".

یعنی ـــــ ضاد کا تلفظ ظاء کے تلفظ کے مشابہ ہے ـــــ اور اگر دونوں حرفوں میں مخرج کا اختلاف نہ ہوتا اور ضاد میں صفتِ استطالت نہ ہوتی تو دونوں کا تلفظ ایک ہوتا اور سننے میں ذرا بھی اختلاف نہ ہوتا۔ ابوعبداللہ محمد ابن احمد الموصلی (الامام ابوعبداللہ محمد ابن احمد ابن محمد ابن احمد ابن الحسین الموصلی الحنبلی المعروف بہ شعلہ، ناظم "کتاب الشمعة فی

القراء ات السبعة" ولادت ۶۲۳ھ وفات ۶۵۶ھ، حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"آپ نوجوان فاضل، مقری، محقق، نہایت ذکی وذہین، کامل الفہم، لغت اور عربیت میں معرفت تامہ رکھتے تھے، بہت اچھے شاعر، فقہ وتاریخ میں بھی آپ کی عمدہ نظمیں تھیں، زبردست ذکاوت و ذہانت کے مالک بڑے صالح، زاہد اور متواضع بھی تھے۔ شاطبیہ کی بہترین شرح بنام "کنز المعانی فی شرح حرر المعانی" المعروف بہ "شرح شعلہ" لکھی۔

شرح شعلہ میں لکھے ہیں: "لا تفترق من الظاء الا باختلاف المخرج و زيادة الاستطالة و لولاهما لكانت احداهما عين الاخرىٰ".

یعنی ــــ ضاد کا ظاء سے امتیاز صرف مخرج اور ایک مزید صفتِ استطالت سے ہوتا ہے۔ اگر دونوں نہ ہوتے تو دونوں ایک دوسرے ہی جیسے ہوتے۔

مشہور مفسر امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر ج ۱، باب الاستعاذہ مسئلہ ۱۰ میں فرماتے ہیں: "المختار عندنا ان اشتباه الضاد بالظاء لا يفسد الصلوٰة و يدل عليه ان المشابهة حاصلة بينهما جداً و التمييز عسير".

یعنی ــــ ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ ضاد کا ظاء کے ساتھ اشتباہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی، دلیل یہ ہے کہ دونوں میں مشابہت بہت زیادہ ہے اور تمیز دونوں میں بہت مشکل ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ الاتقان ج ۲، نوع ۵۸ میں تجنیس کی بحث میں فرماتے ہیں: "ومنهما اللفظى بان يختلفا بحرف مناسب للاٰخر مناسبة لفظية كالضاد والظاء كقوله تعالىٰ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ"

یعنی ــــ تجنیس لفظی ــــ دو کلموں کا اختلاف ایسے مناسب حرف میں ہو کہ جو دوسرے کلمہ کے مختلف حرف سے لفظی مناسب رکھتا ہو۔ جیسے ضاد اور ظاء کا اختلاف، ارشادِ باری ہے۔ یعنی بہت سے چہرے تو اس روز بارونق ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں۔

مشہور تفسیر "المنار" کے مصنف علامہ مفتی عبدہ مصری اپنی تفسیر ج ۱، ص ۱۰۰ میں لکھتے

ہیں: "انا نجد اعراب الشام و من حولها ینطقون بالضاد فیحسبها السامع ظاء و ذٰلك لشدة شبهها و قربها منها و هٰذا هو المحفوظ عن فصحاء العرب الاولین."

یعنی ـــ ہم شام اور اس کے گرد و نواح کے عربوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ضاد کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ سامع اسے ظاء سمجھ لیتا ہے۔ یہ اس کے شدت قرب اور مشابہت کی بنا پر ہے اور یہ اس کی وہ ادا ہے جو متقدمین اہل عرب کے فصیح حضرات سے محفوظ (ثابت) ہے۔

صاحبِ کشاف علامہ زمخشری کی تفسیرِ کشاف وغیرہ میں اسی طرح کے مضامین ہیں۔

قاری حسن ابراہیم الشاعر شیخ القراء مدینہ منورہ، مدرسِ حرم نبوی ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں: "الجواب من شیوخ القراء بالمدینة المنورة ـــ فاقول انا الفقیر الی رحمة ربه القدیر حسن ابراهیم المدرس بالحرم النبوی ان نهایة القول فی الضاد هو انها اقرب الی الظاء فقط، کما فی الرعایة، وجهد المقل و غیرهما فقراء ة الفرقة الثالثة المذکورة فی الاستفتاء صحیحة (یعنی "و ثالثها یتلفظ بها بصوت یکون شبیهًا بصوت الظاء المعجمة الصحیحة فی السمع فقراء ة ای فرقة من الفرق الثالثة المذکورة موافقة للحق و الصواب) ـــ و اما کون الضاد شبیهة الدال او الغین فما سمعنا به قط ولا وجد فی کتاب فمن صلّی خلف امام یعتقد ذٰلك فصلوٰتها باطلة، واللّٰه علیٰ مانقول وکیل" الخ. (احکام الضاد بین التجوید والفقہ، ص ۱۵، ۱۶)

یعنی ـــ مدینہ منورہ کے شیوخ کا جواب ـــ میں رب قدیر کا محتاج، حسن ابن ابراہیم مدرسِ مسجد حرم نبوی کہتا ہوں کہ ضاد کے سلسلے میں آخری بات یہ ہے کہ یہ (اس حرف کی ادائیگی) ظاء کے قریب ہے جیسا کہ "رعایہ" اور جہد المقل وغیرہ (کتابوں) میں ہے ـــ رہ گئی تیسرے طبقے کی قراءت (تیسرا گروہ اس طرح تلفظ کرتا ہے کہ وہ یعنی ضاد،

ظاء کی آواز کے مشابہ ہوجاتا ہے) جو استفتاء میں ذکر کی گئی ہے درست ہے اور ضاد کا دال یا غین کے مشابہ ہونا تو ہم نے کسی سے سنا ہی نہیں اور نہ ہی کسی کتاب میں پایا گیا، جو شخص ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھے جو اس کا اعتقاد رکھتا ہو تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی" الخ۔

علماء مکہ مکرمہ فرماتے ہیں: "وحینئذ یکون بھا اثر شبہ الظاء فی التلفظ".

یعنی ضاد کا یہ تلفظ ظاء کے ساتھ مشابہت کا اثر ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

استفتاء : قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ (محدث پانی پتیؒ نے ۱۲۴۸ھ میں مولانا سید امام امروہویؒ سے قراءت سبعہ پڑھی اور ۱۳۱۴ھ تک اس علم کی خدمت کی، حرف ضاد کے سلسلے میں آپ کے زمانے میں سخت اختلاف اور جھگڑا ہوا تو اس وقت آپ نے اپنی فارسی کتاب "تحفۂ نذریہ" میں اس حرف کے بارے میں تفصیل کے ساتھ لکھا)۔۔۔ نے اپنے رسالہ (مذکور) میں لکھا ہے کہ "حرف ضاد کو مشابہ بالدال وظاء نہ پڑھے ورنہ نماز نہ ہوگی کیوں کہ نماز میں قرآن کا صحیح پڑھنا فرض ہے، لہٰذا ہر ایک شخص کو مخرج سے ادا کرنے کی ہر حرف کی کوشش ہونی چاہئے۔ اگر کوشش کرتا ہے اور پھر بھی پورا حرف صحیح نہ ادا ہو تو اس میں مواخذہ نہ ہوگا۔ اگر بلا سعی مشابہ بالدال وظاء پڑھے گا تو معنی میں فرق آوے گا۔ لہٰذا اس تحریر کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں الخ"

الجواب : "یہ قول قاری صاحب کا درست ہے کہ جو شخص باوجود قدرت کے ضاد کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گناہ گار ہے اور اگر دوسرا لفظ بدل جانے سے معنی بدل گئے تو نماز بھی نہ ہوگی اور اگر باوجود کوشش وسعی ضاد اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا تو معذور ہے، اس کی نماز ہو جاتی ہے اور جو شخص خود صحیح پڑھنے پر قادر ہے ایسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے، مگر جو شخص قصداً خالص دال یا ظاء پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

فقط رشید احمد عفا اللہ عنہ (رفع التضاد عن احکام الضاد)

محقق ابن الجزریؒ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''النشر فی القراءات العشر'' ج ا، ص ۲۱۹ میں رقم طراز ہیں:

''والضاد انفرد با الاستطالة وليس في الحرف ما يعسر على اللسان مثله فان السنة الناس فيه مختلفة و قلّ ما يحسنه، فمنهم من يخرجه ظاء و منهم من يمزجه بالدال المهملة و منهم من يجعله لاماً و منهم من يشميه زاءًا و كل ذٰلك لا يجوز''

یعنی حرف ضاد کو صفتِ استطالۃ میں انفرادیت حاصل ہے اور زبان پر کوئی حرف اس کی طرح دشوار نہیں ہے، اس وجہ سے لوگ اسے مختلف طریقہ سے ادا کرتے ہیں، بعض تو اسے بحسن وخوبی ادا کر لیتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں جو بجائے ضاؔد کے ظاؔء ادا کرتے ہیں اور بعض کی ادائیگی دالؔ مہملہ کے ساتھ ممزوج ومخلوط ہو جاتی ہے اور بعض تو لاؔم بنا دیتے ہیں اور بعض کی ادائیگی میں زاؔء کی بو پید' ہو جاتی ہے جب کہ یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔ مصر کے مشہور محقق اور معلم قراءت شیخ محمد مکی نصر اپنی مقبول ترین کتاب ''نہایۃ القول المفید فی علم التجوید'' میں محقق ابن الجزریؒ کے مذکورہ بالا الفاظ کو اور آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فمنهم من يخرجه ظاء معجمة لانه يشارك الظاء في صفاتها كلها الا الاستطالة فلو لا الاستطالة واختلاف المخرجين لكانت ظاء و هم اكثر الشاميين و بعض اهل المشرق (هذا النطق يشيع الآن في الخليج العربي والجزيرة العربية و غيرها) و هذا لايجوز في كلام اللّٰه تعالىٰ لمخالفته المعنى الذي اراد اللّٰه تعالىٰ اذا قرأ في الضالين، الظالين بالظاء المعجمة لكان معناه الدائمين هٰذا خلاف مراد اللّٰه تعالىٰ وهو مبطل للصلوٰة لان الضلال وهو ضد الهدىٰ كقوله ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ. وَلَا الضَّآلِّيْنَ و نحوه. وَالظِّلَال بالظاء وهو الصيرورة كقوله ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا و شبهه فمثال الذي يجعل الضاد ظاءً في هذا و شبهه كالذي يبدل السين صاداً في

نحو قوله تعالیٰ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰی، او یبدل الصاد سینا فی نحو وَ اَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فالاوّل من السر والثانی من الاصرار، و قد حکی ابن جنّی فی کتاب "التنبیه" و غیره ان من العرب من یجعل الضاد ظاءً مطلقا فی جمیع کلامهم و هٰذا غریب و فیه توسع للعامة و منهم من لا یوصلها الیٰ مخرجها بل یخرجها دونه ممزوجة بالطاء المهملة لا یقدرون علیٰ غیر ذلك وهم اکثر المصریین وبعض اهل المغرب: و منهم من یجعلها دالاً مفخمة: ومنهم من یخرجها لاماً مفخمة وهم الزیالع ومن ضاهاهم الخ.
(التمهید فی علم التجوید ص ۱۳۰.۱۳۱)

یعنی ___ محقق ابن الجزریؒ "التمهید" میں لکھتے ہیں "بعض لوگ وہ ہیں جو بجائے ضاد کے ظاء ادا کرتے ہیں کیوں کہ سوائے استطالت کے، اپنی تمام صفات میں وہ ضاد کے مشارک ہے، اگر استطالت اور دونوں کے مخرج مختلف نہ ہوتے تو ضاد، ظاء ہو جاتا جیسا کہ اکثر شامی اور بعض اہل مشرق (خلیجی اور بعض جزائر عربیہ کے لوگ) ایسے ہی ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جائز نہیں۔ مرادِ الٰہی کے مخالف معنیٰ ہونے کی وجہ سے جیسے کوئی ضَالِّیْن میں ضاد کو ظاء کے ساتھ پڑھ جائے تو اس کا معنیٰ ___ ظَائِمِیْن ہو جائے گا مرادِ الٰہی کے خلاف (جو بہر حال یہاں مراد نہیں) اور یہ مبطلِ صلوٰۃ ہے کیوں کہ ضَلَال ضاد کے ساتھ ہدایت کی ضد ہے۔ جیسے فرمانِ الٰہی ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ اور وَلَا الضَّالِّیْنَ وغیرہ ___ اور ظلال ظُلُوْل ظاء کے ساتھ ہو تو اس کے معنیٰ صَیْرُوْرَۃ یعنی کسی چیز کے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنے کے ہیں ___ جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا (نحل: ۵۸) میں ہے، اس لئے جو شخص اسے اور اس جیسے اور حرف کو ظاء کے بجائے ضاد پڑھ دے اور جیسے کوئی سین کو صاد سے بدل دے مثلاً وَاَسَرُّ النَّجْوٰی (الانبیاء ۳) میں بجائے سین کے صاد سے اَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْا میں بجائے سین کے صاد پڑھ دے جب کہ پہلا سِرّ اور دوسرا اِصْرار سے ہے۔

ابن جنّی اپنی کتاب ''تنبیہ'' میں فرماتے ہیں کہ بعض عرب جو اپنی گفتگو میں ضاؔد کی جگہ ظاؔء بولتے ہیں یہ نادر اور تعجب خیز ہے۔ بعض لوگ جو ضاؔد کو اس کے پورے مخرج تک نہیں پہنچاتے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کے سبب طاؔء مہملہ کے ساتھ ممزوج اور مخلوط کر کے نکالتے ہیں، اس کے خلاف نکالنے پر قدرت بھی نہیں رکھتے وہ اکثر مصری اور بعض اہل مغرب ہیں اور ایسے ہی حبشہ اور سوڈان کے علاقے والے بعض ضاؔد کو دال مفخمہ اور بعض لام مفخمہ ادا کرتے ہیں۔ الخ

جس زمانے میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ کا تعلق دار العلوم دیوبند کے شعبۂ افتاء سے ہوا اس وقت بھی اس حرف ضاؔد کی تحقیق سے متعلق بکثرت سوالات آئے، حضرت مفتی صاحبؒ نے ایک مفصل جواب ارقام فرمایا جو بعد میں ''**رفع التضاد عن احکام الضاد**'' کے نام سے مولانا سید احمد صاحبؒ مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع ہوا۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے مفصل فتویٰ کے آخر میں بعنوان ''خلاصۂ فتویٰ'' خلاصہ بھی کر دیا۔ ذیل میں وہ ''خلاصۂ فتویٰ'' نقل کیا جاتا ہے:

''الغرض حروف ضاؔد اپنے مخرج اور صفات کے اعتبار سے ظاؔءِ خالص اور دال پُر دونوں سے جدا ایک مستقل حرف ہے۔ اس کو جس طرح داؔل سے بدل کر (عوام کی طرح) پڑھنا غلطی ہے اسی طرح ظاؔء خالص سے بدل کر (بعض قراء زمانہ کی طرح) پڑھنا بھی صریح غلطی ہے۔ لیکن ــــ فساد نماز کے بارے میں فتویٰ اس پر ہے کہ اگر جان بوجھ کر یا لاپرواہی سے باوجود قادر بالفعل ہونے کے ایسا تغیر کر لے کہ ضاؔد کی جگہ داؔل یا ظاؔء خالص پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر بوجہ ناواقفیت وعدم تمیز ایسا سرزد ہو جائے اور وہ اپنے نزدیک یہی سمجھے کہ میں نے حرف ضاؔد پڑھا ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی، جس کا حاصل یہ ہوا کہ عوام کی نماز بلا کسی تفصیل و تنقیح کے بہر حال صحیح ہو جاتی ہے خواہ ظاؔء پڑھیں یا داؔل یا زاؔ وغیرہ کیوں کہ وہ قادر بھی نہیں اور سمجھتے بھی یہی ہیں کہ ہم نے اصلی حرف ادا کیا اور قراء مجوّدین اور علماء کی نماز کے جواز میں تفصیل مذکور ہے کہ اگر غلطی سے قصداً یا لاپروائی سے ہو تو

نماز فاسد ہے اور سبقت لسانی یا عدم تمیز کی وجہ سے ہو تو جائز و صحیح ہے۔

تنبیہ : لیکن نماز کے جواز و عدم فساد سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بے فکر ہو کر ہمیشہ غلط پڑھتے رہنا جائز ہو گیا اور پڑھنے والا گناہگار بھی نہ ہوگا بلکہ اپنی قدرت و گنجائش کے موافق صحیح حروف پڑھنے کی مشق کرنا اور کوشش کرتے رہنا ضروری ہے ورنہ گناہ گار ہوگا، اگرچہ نماز فاسد نہ ہو۔ کما فی العالمگیریۃ فی الباب الرابع (عالمگیری مصری، ج۱،ص۷۴)

محقق ابن الجزریؒ اپنے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

وَ اِنْ تَلاَ قَیَا الْبَیَانُ لاَزِمٌ ☆ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ یَعَضُّ الظَّالِمُ

یعنی اگر یہ دونوں ضاد اور ظاء ایک ساتھ مکرر آرہے ہوں جیسا کہ مصرعہ ثانیہ میں دو مثالیں دی ہیں تو دونوں کو ممتاز کر کے خوب صاف صاف ادا کرنا ضروری ہے۔

المنح الفکریہ جو جزری کے مقدمہ کی شرح ہے اس شرح میں مشہور قاری، فقیہ اور محدث ملا علی قاریؒ نے اس موقع پر چند فقہی اختلافات ذکر فرمائے ہیں۔ ذیل میں اسے نقل کیا جارہا ہے۔

(۱) قَالَ الْیَمَنِی ــــ فَلَوْ قَرَأَ بِالْاِدْغَامِ تَفْسُدُ الصَّلٰوۃ یَعنی فِی "اَنْقَضَ ظَهْرَكَ"

(۲) وَ قَالَ ابْنُ الْمُصَنِّفُ وَ تَبِعَهُ الرُّوْمِیْ ــــ وَلْیَحْتَرِزْ مِنْ عَدَمِ بَیَانِهَا فَاِنَّهُ لَوْ اَبْدَلَ ضَادًا بِظَاءٍ اَوْ بِالْعَکْسِ بَطَلَتْ صَلٰوتُهُ لِفَسَادِ الْمَعْنٰی.

(۳) وَ قَالَ بَحْرَق فَلَوْ اَبْدَلَ ضَادًا بِظَاءٍ عَامِدًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهُ عَلَی الْاَصَحِّ لِفَسَادِ الْمَعْنٰی

(۴) وَ قَالَ الْمِصْرِیْ فَلَوْا اَبْدَلَ ضَادًا بِظَاءٍ فِی الْفَاتِحَةِ لَمْ تَصِحّ قِرَاءَ تُهُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ.

(۵) اَقُوْلُ ــــ وَ فِیْهِ خِلَافٌ طَوِیْلُ الذَّیْلِ فِیْ هٰذَ الْمَبْنٰی وَ خُلَاصَةُ الْمَرَام مَا ذَکَرَهُ ابْنُ الْهُمَامِ مِنْ اَنَّ الْفَصْلَ اِنْ کَانَ بِلَا مَشَقَّةٍ کَا الطَّا مَعَ الصَّادِ فَقَرَأَ الطّٰلِحٰتِ مَکَانَ الصّٰلِحٰتِ تَفْسُدُ وَ اِنْ کَانَ بِمَشَقَّةٍ کَالظَّا مَعَ

الضَّادِ وَالصَّادِ مَعَ السِّین وَالطَّا مَعَ التَّاقِیْلَ تفْسُدُ. وَ اَکْثرُھُمْ لاَ تَفْسُدُ، اِنْتھٰی

ترجمہ:(۱) یمنیؒ فرماتے ہیں کہ اَنْقَضَ ظَھْرَكَ میں ادغام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۲) ابن ناظمؒ اور ان کی اتباع میں رومیؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں کا باہم خلط ملط کرنے اور ناصاف ادا کرنے سے بکلی احتراز ضروری ہے کیوں کہ بصورت تغیر نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۳) بَحر رَق کہتے ہیں کہ اصح قول کی بنا پر قصداً بدل دینے سے بوجہ فسادِ معنی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۴) مصری فرماتے ہیں کہ اگر سورہ فاتحہ میں ضاد کو ظاء سے بدل دیا تو اس کلمہ کی قراءت صحیح نہ ہوگی۔

(۵) شارحِ مقدمہ، صاحب المنح الفکریہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ــــ اس لفظ کے اختلاف اور تبدیلی میں تفصیل ہے ــــ علامہ ابن ہمامؒ کی رائے پر اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر دونوں میں فصل اور جدائی بغیر مشقت اور زحمت کے ممکن ہو جیسے صاد اور طا، اور ان میں باہم تبدیلی ہوگئی جیسے کسی نے بجائے اَلصّٰلِحٰتِ کے الطّٰلِحٰتُ پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بسہولت جدائی ممکن نہ ہو جیسے ضاد، ظا، اور صاد سین اور طا، طا تو بعض کی رائے ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی اور اکثر کی رائے پر نہیں۔

ملا علی قاریؒ چند اختلافات اور ذکر فرماتے ہیں جن کی تلخیص درج کی جاتی ہے:

''صاحب المنیۃ المصلی'' لکھتے ہیں کہ اگر ضاد اور ظاء میں کسی ایک کو دوسرے سے بدل دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اسی پر اکثر ائمہ بھی ہیں۔

محمد ابن سلمہ سے منقول ہے کہ اس تبدیلی سے اہل عجم کی نماز فاسد ہوگی کیوں کہ یہ ان میں فصل و تمیز نہیں کر سکتے۔

قاضی امام شہیدؒ فرماتے ہیں، نیز محمد بن مقاتل اور شیخ اسماعیل زاہدی سے بھی یہی منقول ہے کہ اس سلسلے میں عمدہ اور بہتر فیصلہ یہ ہے کہ اگر کسی کی زبان پر کوئی کلمہ یا حرف، غلط

جاری ہو جائے اور تمیز نہیں کر سکتا اور بزعمِ خود وہ اسی کو صحیح سمجھ رہا ہو تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

''شرح منیۃ المصلی'' میں ہے کہ...... فقہاء کے حق میں اعادۂ صلوٰۃ کا حکم ہوگا اور عوام کے حق میں جواز کا۔ عوام کی نماز صحیح ہو جائے گی۔

علی قاریؒ فرماتے ہیں: وَ هٰذَا تَفْصِيْلٌ حَسَنٌ فِيْ هٰذَ الْبَاب وَاللّٰه اَعْلَمُ بِالصَّوَاب. یعنی یہ تفصیل اس باب میں عمدہ اور احسن ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ میں ضاد کو ظاء یا ذال سے پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں اگر بجائے ضاد کے ظاء یا دالِ مہملہ پڑھ دیا تو نہیں فاسد ہوگی ہاں ذالِ معجمہ سے فاسد ہو جائے گی۔ (المنح الفکریہ، ص ۵۵-۵۶)

محقق ابن الجزریؒ ''التمہید'' میں فرماتے ہیں کہ اگر ضاد ساکن ہو اور اس کے بعد مطبقہ حرف آجائے تو بدل جانے اور ادغام ہو جانے سے حفاظت ضروری ہے جیسے فَمَنِ اضْطُرَّ، اِضْطَرَّهٗ، اضْطُرِرْتُمْ وغیرہ۔ اسی طرح اور کوئی معجم حرف آجائے تو بھی ضاد کی حفاظت رہے۔ اسی طرح ضاد مشدد ہو تو بھی وضاحت ضروری ہے جیسے لَانْفَضُّوْا، تَبْيَضُّ وغیرہ

جب دو ضاد مکرر جمع ہوں تو تکرار کی ثقالت کے باعث دونوں کو بالکل الگ الگ ادا کرنا چاہئے جیسے يَغْضُضْنَ، وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ.

علامہ سخاویؒ نے قصیدہ عمدۃ المفید وعدّۃ المجید فی معرفۃ التجوید، المعروف بہ ''نُوْنِيَّه'' میں ان جیسے کلمات کی مشکل ادائیگی کے بارے میں تنبیہ فرمائی ہے:

و انبه عند التاء نحو اَفَضْتُمْ ☆ وَالطاء نحو اضْطُرَّ غير جبان

والجيم نحو اخْفِضْ جَنَاحَكَ مثلهٗ ☆ والنون نحو يَحْضَنَّ قِسْه و عانِ

والر كَ وَلْيَضْرِبْنَ او لام كَ فَضْ ☆ لُ اللّٰهِ بَيْنَ حيث يَلْتَقِيَانِ

وبيان بَعْضَ ذُنُوْبِهِمْ وَاغْضُضْنَ وَ اَنْ ☆ قَضَ ظَهْرَكَ اعْرِف تكن ذا شانِ

ظاءات القرآن
سے متعلق نظمیں

محقق ابن الجزریؒ کتاب ''التمہید فی علم التجوید'' میں مستقل باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''و هٰذ الباب یحتاج القاری الیه، ولا بد من معرفته، وقد عمل المتقدمون فیه کتباً نثراً و نظماً یعنی یہ ایسا باب ہے جس سے قاری بے نیاز نہیں ہو سکتا، اس کا محتاج ہے، اس کی معرفت ضروری ہے، علماء متقدمین نے اس عنوان کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے، اس میں نثراً و نظماً کتابیں لکھی ہیں۔ ڈاکٹر علی حسین البواب (فلسطینی ولادت ۱۳۶۷ھ جامعہ قاہرہ میں ۱۳۹۸ھ میں ڈاکٹریٹ کئے ہوئے، ائمہ قراءت کی متعدد اہم کتابوں کے شارح) نے محققؒ کی مذکورہ بالا عبارت پر حاشیہ لکھتے ہیں۔

اس موضوع پر عربی زبان میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں جو ڈاکٹر حاتم الضامن کی کتاب ''تراث العرب فی الضاد والظاء'' کے مقدمہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ازاں جملہ راقم الحروف یہاں صرف چند نظمیں مع ترجمہ درج کررہا ہے۔ چوں کہ قرآن کریم میں ظاء کی تعداد ضاد سے کم ہے یعنی ضاد سے تقریباً نصف (آٹھ سو سے کچھ اوپر تقریباً ۸۴۲) اس لئے علماءِ قراءت و تجوید نے اختصاراً حرفِ ظاء کے مادے کو نظماً بیان کردیا ہے اور بہت مختصر ابیات اور اشعار میں۔

اولاً ـــــ علامہ ابوالعباس احمد بن عمار المقری المہدوی (م ۴۴۰ھ) کے چار اشعار سامنے ہیں:

ثالثاً: ابوالربیع سلیمان بن القاسم التمیمی السرقوسی (چھٹی صدی ہجر کے) تین اشعار ہیں۔ مصنفین نے ان اشعار کی مفصل شرحیں کی ہیں۔ علامہ مہدوی کے اشعار کی شرح الامام ابوطاہر اسماعیل ابن احمد بن زیادۃ اللہ التجیبی نے پانچویں صدی کے نصف میں کی ہے۔

ابوالعباس احمد بن عمار المہدویؒ

المہدیہ ــــــ افریقہ کا ایک شہر ہے، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے المہدوی کہلاتے ہیں۔ آپ بڑے اونچے درجہ کے استاذ ہیں۔

آپ نے اپنے زمانے کے جلیل القدر علماء فن سے علم قراءت حاصل کیا، سب سے مقدم ان میں ابوعبداللہ محمد ابن سفیان القیر وانی اور ابوالحسن احمد بن محمد القنطری ہیں۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں ــــــ غانم ابن ولید المالقی، ابن اختہ محمد ابن سلیمان النفزی وغیرہ ہیں۔

حافظ ذہبیؒ آپ کے بارے میں ''کان رأسا فی القراء ات والعربیة'' لکھتے ہیں۔ القفطی ''انباہ الرواۃ'' میں ناقل ہیں:

''آپ ادب کے بڑے عالم تھے، قراءت کے زبردست عالم تھے، بہتوں سے مقدم اور فائق تھے، متعدد کثیر النفع کتابوں کے مصنف تھے جیسے علم تفسیر میں ''التفصیل'' اسی کتاب کا اختصار بنام ''التحصیل''، ''تعلیل القراءات السبع'' (ج ۱، ص ۱۲۶)

اور ''الہدایہ فی السبعہ'' تو آپ کی مشہور اور اہم ترین تصنیف ہے نیز ایک کتاب ''کتاب ہجاء مصاحف الامصار'' بھی ہے۔ وفات ۴۴۰ھ ہے۔ (حسن المحاضرات ج ۱، ص ۴۲۴)

''ظاءات القرآن پر آپ کے چار اشعار مع ترجمہ درج کیے جاتے ہیں:

ظَنَنْتُ عظیمۃً ظُلمنا من حَظِّھا ☆ فَظَلِلْتُ اَوقظھا لکاظِمِ غَیْظِھَا

و ظعنتُ اَنْظُرُ فِی الظَّلَامِ وَ ظِلِّه ☆ ظَمْاٰنَ اَنْتظِرُ الظُّھورَ لوعْظِھَا

ظَھْری و ظُفْری ثم عظمی فی لظیً ☆ لَاُظَاھِرَنَّ لِحَظرِھا ولحفظھا

لفظی شُوظ او کشمس ظھیرۃ ☆ ظفر لدی غلظ القلوبِ و فظّھا

ترجمہ : (۱) عظیمہ (نام محبوبہ) نے ہم پر ظلم کو اپنی کامیابی سمجھا، تو میں اسے سمجھانے لگا اس کے غصہ کو کم کرنے والے اسباب سے۔

(۲) میں رات اور اس کی تاریکی میں چل دیا اس پر اپنے وعظ کے اثر کے ظہور کا مشتاق ہو کر۔

(۳) میری پیٹھ، میرا ناخن، میری ہڈی بھڑکتی ہوئی آگ میں ہے، ان کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے میں پوری کوشش کروں گا۔

(۴) میرا کلام شعلہ ہے یا دوپہر کا سورج ہے۔ دل کی سختی اور اس کی قساوت کے سلسلہ میں کامیابی کا وسیلہ ہے۔

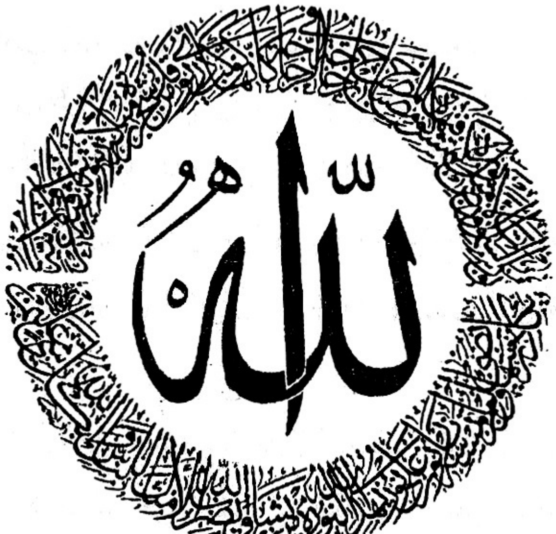

علامہ ابو عمرو عثمان دانیؒ

علامہ دانیؒ قرطبہ میں ۳۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بحر روم کے ساحل پر اندلس کا ایک عظیم شہر دانیہ ہے آپ اخیر حیات تک یہیں رہے، اسی سے منسوب رہے۔

آپ نے اپنے والد اور ابوالقاسم خلف ابن ابراہیم ...... ابن خاقان الخاقانی۔ ابوالحسن طاہر بن غلبون۔ عبدالعزیز...... ابن خواستی الفارسی۔ ابوالفتح فارس ابن احمد اور محمد بن عبداللہ النجاد اور ابوالحسن القابسی سے قراءات حاصل کیں۔

ثقہ، ضابط، صحتِ روایت اور وسعتِ علمی میں آپ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کے زبردست تلامذہ میں ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے۔ جن میں آپ کے شاگرد رشید ابوداؤد سلیمان بن نجاح کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

علامہ دانیؒ کو تصنیف و تالیف کا خاص ذوق تھا۔ تصانیف کی تعداد ایک سو بیس تک بتلائی جاتی ہے جن میں مشہور یہ ہیں: ''التیسیر فی السبعہ، المقنع فی رسم المصاحف، المحکم فی نقط المصاحف، المکتفی فی الوقف والابتداء، جامع البیان، اور الفرق بین الضاد والظاء۔ یہ چار اشعار پر مشتمل نظم ہے۔

آپ کا انتقال دانیہ میں ۴۴۴ھ میں ہوا۔ (حسن المحاضرات ج۱، ص ۳۲۶)

ظاءات القرآن پر مشتمل چار اشعار درج ذیل ہیں۔

ظَفِرت شُواظُ بحظِّها من ظُلْمنا ☆ فکظَمتُ غیظَ عظیم ما ظنَّتْ بنا
و ظَعَنْتُ اَنظُرُ فی الظهیرة ظُلّةً ☆ و ظلَلْتُ اَنْتظِرُ الظّلالِ لحِفْظِنا
وظمئتُ فی الظّلمافغی عَظمی لظیً ☆ ظهر الظِّهارُ لاجلِ غِلْظَةِ وعْظِنا
اَنْظَرْتَ لفظی کَیْ تیَقَّظَ فَظُّه ☆ وَ حظَرْتُ ظَهْر ظَهیرها من ظُفْرِنَا

ترجمہ : (۱) آگ کے شعلے شباب پر آگئے ہمارے ظلم کی وجہ سے، تو میں اس بڑی چیز کے غصہ کو پی گیا۔ جس کا آگ نے ہمارے ساتھ قصد کیا۔

(۲) تو میں وہاں سے چل دیا، دوپہر میں سائبان تلاش کرتے ہوئے اور میں اپنی حفاظت کے لئے سائے کا خواہش مند ہو گیا۔

(۳) میں رات کی تاریکیوں میں پیاسہ ہو گیا اور میری ہڈی میں آگ بھڑکنے لگی، ہمارے وعظ کی سختی سے لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرنے لگے۔

(۴) کیا تو نے میرے الفاظ دیکھے تا کہ اس کی سختی واضح ہو جائے، میں نے اس کے معاون کی پیٹھ کو اپنے ناخن سے بچایا۔

محقق ابن الجزریؒ نے اس عنوان کے تحت کہی گئی نظموں میں علامہ دانیؒ کی اس نظم کو "احسن مانظم" قرار دیا ہے یعنی سب سے بہتر۔ چنانچہ آپ ہی کے اشعار کو شرح کے لئے اختیار کیا "التمہید فی علم التجوید" میں اس کی مفصل شرح کی۔ (ص ۲۰۹ سے ص ۲۱۹ تک)

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ

سورة البقرة [آية ١٢١]

ابوالربیع سلیمان بن القاسم التمیمی السرقوسی

ظاءات القرآن سے متعلق آپ کے تین اشعار ملتے ہیں، باوجود سعی بسیار کے آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے، لیکن ڈاکٹر علی حسین البواب کی تحقیق کے مطابق چھٹی صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ بوابؔ لکھتے ہیں: ''اعتماداً علیٰ اقدم نسخة مخطوطة للكتاب كتبت سنه ۵۹۱ ھ ''یعنی سب سے زیادہ قدیم مخطوطہ نسخہ جو ان کے سامنے تھا اس پر سنہ ۵۹۱ھ درج تھا۔

بہر حال اس نظم کی تشریح سولہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مضمون کا عنوان ''ما وقع فی القرآن الکریم من الظاء'' ہے اس نظم کے تین اشعار میں اکیس الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہو:

ظَفِرتُ بحظٍّ من ظَلوم تَعاظَمَتْ ☆ ظَوَاهِرُهُ لِلنَّاظِر المتيقَظِ

ظَمِئتُ فلم تحظُرْ علىّ ظلالها ☆ فَظَاظَةُ الفاظ ولا غيظُ وُعّظِ

ظَنُونٌ تَلَظَّى للكظيمِ شُواظُها ☆ تُغَلِّظُ عُتْب الظَّاعِنِ المُتَحَفِظِ

ترجمہ: (۱) ایسے مظالم سے مجھے نوازا گیا جس کا ظاہر بیدار مغز ناظر کے لئے عظیم ہے۔

(۲) میں پیاسا ہو گیا، الفاظ کی سختیاں اور وعظ کی شدتیں مجھے اس ظلم کے سائے سے نہیں بچا سکیں۔

(۳) ایسے خیالات جس کے شعلے صابر کے لئے بھڑک رہے ہیں اور محتاط مسافر کے غصہ کو تیز کر رہے ہیں۔

امام ابوالقاسم سعد بن علی الزنجانی

ظاءات القرآن سے متعلق ایک رسالہ حضرت الامام ابوالقاسم سعد ابن علی ابن محمد بن علی ابن الحسین الزنجانی سے منسوب بھی نظر نواز ہوتا ہے۔

زنجان ـــــ آذربیجان سے تعلق رکھتا ہے، آپ وہیں ۳۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔آپ نے اپنے وقت کے کبارِ علماء سے اخذ و تحصیل علوم کیا جیسے عبداللہ ابن نظیف الفراء، عبدالرحمٰن ابن یاسر و خلق التقی الامام، ابوعبداللہ الحمیدی صاحب کتاب الجمع بین الصحیحین وغیرہم۔

''شذرات الذہب'' میں آپ کے بارے میں بڑے وقیع الفاظ ملتے ہیں۔

"انه کان حافظاً قدوة، ثقة، زاهداً، صوفیاً"......وغیرہ۔

آپ نے بلد امین مکہ مکرمہ میں اپنی حیات کا آخری سانس ۴۷۱ھ یا ۴۷۰ھ میں لیا۔ صاحب ''نجوم الزاہرہ'' نے سن وفات ۴۷۳ھ لکھا ہے۔

یہ رسالہ بعنوان ''الفرق بین الظاء والضاد'' جناب محمد سعید المولوی کی تحقیق و تقدیم سے مزین ہو کر بتیس صفحات پر مطبوع ہوا ہے۔ اپنے موضوع پر بلاشبہ یہ گراں قدر رسالہ ہے۔

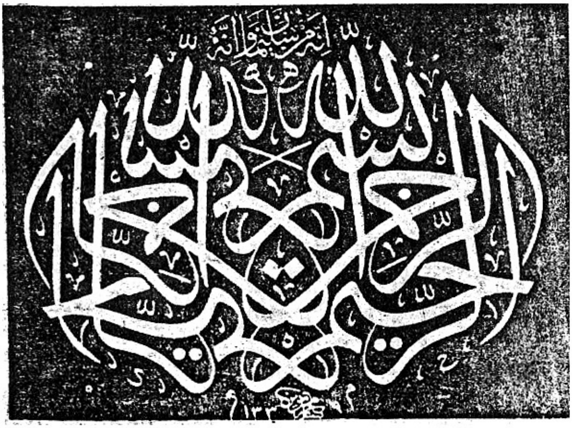

علامہ المحقق ابن الجزریؒ

ولادت ۷۵۱ھ - وفات ۸۳۳ھ

یوں تو ''ظاءات القرآن'' سے متعلق نظم خود علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزریؒ کی بھی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ نے عنوان اور موضوع سے متعلق بہت سی نظموں میں سے اپنی تحقیق وتشریح کا مرکز علامہ حافظ ابوعمرو دانیؒ کی نظم کو بنایا ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ علامہ ابن الجزریؒ جملہ اوصاف کے ساتھ وصف شاعری سے بھی بدرجہ اتم متصف تھے۔ چنانچہ ''الدرۃ المضیہ فی القراءات الثلاث، طیبۃ النشر فی القراءات العشر'' اور مقدمۃ الجزریہ اسی وصف نفیس کا مظہر اتم ہیں۔ تفصیلی حالات کے لئے حسن المحاضرات ج ا، اور اساطین علم قراءات دیکھئے۔

باب الضاد والظاء : مقدمہ الجزریہ میں ''ظاءات'' سے متعلق ایک مستقل باب ''باب الضاد والظاء'' قائم فرمایا اور آٹھ اشعار پیش کئے جس میں ظاء سے مشتق تمام الفاظ وافراد انتیس کی تعداد میں ہیں، بیان کئے ہیں۔

میں نے محقق بن الجزریؒ کے انہی اشعار کی تفصیل کو زیادہ انسب سمجھا، لہٰذا اسی کو اپنے رسالے کی زینت بنا رہا ہوں۔ فرماتے ہیں:

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّ مَخْرَجٍ ☆ مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَ كُلُّهَا تَجِی

ترجمہ : اور تم ضاد کو (صفت) استطالت اور مخرج کے ذریعہ ظاء سے جدا کردو اور اس (ظاء) کے تمام (مواد وافراد آئندہ سات شعروں میں) آرہے ہیں۔

ش : دونوں ذرائع امتیاز مخرج اور صفت استطالت ہیں:

تمام مادے اور افراد کو جو انتیس کی تعداد میں ہیں ناظمؒ نے اگلے سات اشعار میں بیان کیا ہے۔ وھو ھذا:

(۱) فِی الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّھْرِ عُظْمِ الْحِفْظِ ☆ اَیْقَظْ وَ اَنْظِرْ عَظْمِ ظَھْرِ اللَّفْظِ

ترجمہ : (یعنی) اَلظَّعْنِ، اَلظِّلِّ، اَلظُّھْرِ، عُظْمِ، اَلْحِفْظِ، اَیْقِظْ اور اَنْظِرْ، عَظْمِ، ظَھْرِ (اور) اَللَّفْظِ (کے مادے) میں (آرہے ہیں)۔

ش :(۱) ظَعْن (ضد الاقامۃ بمعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ کوچ کرنا) یہ صرف ایک نحل، ع۱۱) یَوْمَ ظَعْنِکُم میں آیا ہے (۲) ظِلّ (بمعنی سایہ) ابن ناظمؒ اور ان کے متبعین کی رائے کے مطابق اپنے جملہ صیغوں کے ساتھ بائیس جگہ آیا ہے جن میں پہلا وَ نُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا (نساء ع ۸ میں) ہے اور علی قاریؒ کی رائے پر چوبیس جگہ ہے، فرماتے ہیں کہ ابن ناظمؒ دو جگہ سے غافل ہو گئے ہیں۔ نساء سے پہلے بھی دو کلمات سورۂ بقرہ میں گذر چکے ہیں وہ یہ ہیں وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْکُمْ اور فِی ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ (ع ۲۵) اور لفظ الظُّلَّۃ، کَاَنَّہٗ ظُلَّۃٌ (اعراف ع۲۱) میں سورۃ الشعراء ع ۱۰ میں یَوْمِ الظُّلَّۃِ اور یٰسین ع ۴ میں فِی ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَائِکِ بھی اسی سے ہیں۔ (۳) ظُھْر بضم الظاء (بمعنی نصف النہار) یہ دو جگہ آیا ہے ایک سورۂ نور ع ۸ میں مِنَ الظَّھِیْرَۃِ دوسرا روم ع ۲ میں وَحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ (۴) عُظْم بضم العین (بمعنی عظمت) یہ اپنے تمام مشتقات کے ساتھ (حسب تعداد صحیحہ) ایک سو ستر مقامات میں آیا ہے جن میں پہلا بقرہ ع ۱ میں وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ہے (۵) الحفظ یہ لفظ علی قاریؒ اور بعض دیگر شراح کی رائے پر بیالیس اور مصری شارح کی رائے کے مطابق چوالیس جگہوں میں آیا ہے (اور یہی صحیح ہے) جیسے بقرہ ع ۳۱ میں حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ (۶) اَیْقِظ یَقْظٌ اور یَقْظَۃٌ سے ہے ضد النوم یعنی جاگنا یہ لفظ قرآن میں صرف ایک جگہ کہف ع ۳ میں آیا ہے وہ یہ ہے وَ تَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا وَّ ھُمْ رُقُوْدٌ (۷) اَنْظِرْ بفتح الالف وکسر الظاء اِنْظَار سے امر ہے بمعنی تاخیر و امہال، مہلت دینا، یہ قرآن میں بائیس جگہوں میں آیا ہے جن میں سے پہلا بقرہ ع ۱۹ میں لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ہے، کذا ذکرہ ابن المصنف و تبعہ غیرہ لیکن اس میں اِنْظَارْ سے صیغۂ مجہول اُنْظِرْ کا بھی احتمال ہے اور نَظَرْ سے امر اُنْظُرْ کا بھی امکان ہے (کما فسر

بهما) پس اس کی متفق علیہ مثال قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اور مختلف فیہ مثال حدید ع۲ کی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُم ہے (فقرأہ حمزہ من الانظار والباقون من النظر) واضح ہو کہ یہ تینوں لفظ نظر، انظار، اور انتظار لغۃً متحد ہیں مادہ سب کا ایک ہے، ابواب کے لحاظ سے مختلف ہیں، ناظمؒ نے بغرض وضاحت ان کو الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا شعر میں انظار ہی کو بتایا ہے۔ (۸) عَظْم بفتح العین بمعنی ہڈی جمعاً و فرداً دونوں علی قاریؒ کی رائے پر چودہ لیکن مصریؒ کے قول پر پندرہ جگہوں پر آیا ہے جن میں پہلا بقرہ ۳۵ میں وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ ہے اور پندرہ کا قول صحیح ہے کیوں کہ بروایت حفصؒ لفظ عظام تیرہ اور عظم دو جگہ ہے اور بقراءت شامیؒ و بروایت شعبہؒ عظام گیارہ اور عظم چار جگہوں پر ہے۔ (۹) لفظ ظَهر بفتح الظاء بمعنی پشت، جمعاً و فرداً چودہ مگر بقول مصری سولہ ہیں یہی صحیح ہے جن میں پہلا بقرہ ع۱۲ میں وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ ہے اور خالد ازہری کا صرف ایک جگہ فرمانا غلط ہے، اس کی تفصیل یہ ہے واحد چار جگہ اور جمع گیارہ جگہ اور ایک لفظ ظِهْرِیًّا ہے، (۱۰) اللفظ یہ قرآن میں صرف ایک جگہ سورۂ قٓ ع۲ میں مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ ہے۔

(۲) ظَاهِرْ لَظًی شُوَاظُ کَظْمٍ ظَلَمَا ☆ اُغْلُظْ ظَلَامِ ظُفُرٍ انْتَظِرْ ظَمَا

ترجمہ : (اور) ظاهر، لَظًی، شُوَاظُ، کَظْمٍ، ظَلَمَا، اُغْلُظْ، ظَلَامٍ، ظُفُرٍ، اِنْتَظِرْ (اور) ظَمًا (کے مادوں میں)۔

ش : (۱۱) ظَاهِر یہ درج ذیل پانچ معانی میں آیا ہے:

(۱) ظاهر بمعنی (ضد الباطن) یہ چھ جگہ ہے جن میں پہلا سورۂ انعام ع۱۴ میں وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ ہے (۲) بمعنی علو اور بلندی یہ تین جگہ ہیں پہلا توبہ ع۵ میں لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ہے (۳) بمعنی اعانت یہ آٹھ ہیں پہلا بقرہ ع۱۰ میں تَظَاهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (۴) بمعنی اطلاع یہ دو ہیں جن ع۲ اور تحریم ع۱ میں فَلَا یُظْهِرُ، وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ (کذا ذکرہ بعض الشراح) لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ دونوں متعدی ہیں اور ظَهْر سے ہیں (۵) بمعنی ظفر و کامیابی یہ تین ہیں پہلا سورۂ توبہ ع۲ میں

كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ ہے، دوسرا سورۂ کہف ع ۳ میں اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ ہےاور تیسرا سورہ تحریم ع ۱ میں وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ ہے۔ شیخ زکریاؒ کی رائے کے موافق یہ تینوں اسی معنی میں ہیں اور علی قاریؒ کی رائے ہے کہ پہلے دونوں یعنی توبہ اور کہف کے تو اسی معنی میں ہیں لیکن تیسرا (تحریم والا) اَظْهَرَهُ بمعنی اِطَّلَعَهُ (اطلاع) کے ہے نہ کہ ظفر اور کامیابی کے معنی میں، اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلے دونوں متعدی ہیں بذریعہ عَلٰی اور یہ تحریم والا متعدی بنفسہ ہے مفعول اول کی طرف۔

ابن ناظمؒ اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ ظَاهِر دومعنوں میں مشترک ہے، ایک تو یہی یعنی ضد الباطن، دوسرے بمعنی ظہار جس کو حلف کہتے ہیں۔ علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ میری رائے پر ظاہر یہ ہے کہ یہ ظہار ظَهر کے مادے سے ہے جس کے معنٰی پشت کے آتے ہیں نہ کہ ظاہر کے مادے سے، کیونکہ ظِهار نام ہے اس کا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے اَنْتَ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ اور سورۂ احزاب ع ۱ میں وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اور سورۂ مجادلہ ع ۱ میں دوجگہ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ اور وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ہے (اس کے اختلاف قرات کو دوسری مبسوط کتابوں میں دیکھیں) (۱۲) لَظٰی بمعنی اشتعال جو کہ آگ کی لازمی صفت ہے یہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے یا اس کے طبقات میں سے ایک طبقہ کا نام ہے یہ دو ہیں ایک سورۂ معارج ع ۱ میں كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ہےاور دوسرا سورۂ لیل میں فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ہے (۱۳) شُوَاظٌ جو صرف ایک جگہ سورۂ رحمٰن ع ۲ میں يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ہے، شواظ بکسر الشین یہ مکیؒ کی قراءت ہے شُوَاظ اس انگارے کو کہتے ہیں جس میں دھواں نہ ہو اور بعض کی رائے ہے کہ وہ انگارا جس میں دھواں بھی ہو۔ (۱۴) كَظْمٌ بمعنی غیظ وغضب پی جانا، نگل لینا، ظاہر نہ ہونے دینا، ترک مواخذہ یہ چھ جگہوں میں آیا ہے اول سورۂ عمران ع ۱۴ میں وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ ہے (۱۵) ظَلَمَا بمعنی وضع الشیٔ فی غیر موضعہ یعنی کسی چیز کو غیر محل میں رکھنا اور غیر کی مِلک پر یا اپنے آپ پر تعدی کرنا، یہ لفظ اپنے جملہ مشتقات کے ساتھ ایک سو بیاسی مقامات پر آیا

ہے جن میں پہلا سورۂ بقرہ ع۴ میں فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے۔ (۱۶) اُغْلُظْ اس کا مادہ غِلْظَةٌ ہے یعنی ضِدُّ الرِّقَّة گاڑھا ہونا یہ تیرہ جگہوں پر ہے جن میں پہلا آل عمران ع۱۷ میں غَلِيْظَ الْقَلْبِ ہے (۱۷) ظَلَامٍ (ظُلْمَةٌ) ضد النور یعنی اندھیرا، یہ ابن ناظمؒ اور شیخ زکریاؒ کی رائے پر سو اور شرح رومیؒ اور مصریؒ میں چھبیس جگہوں پر ہے، قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے، پہلا ان میں کا سورۂ بقرہ ع۲ میں وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (۱۸) ظُفُرٍ بضم الظاء والفاء اور اعمشؒ کی قراءت شاذہ میں فاء کے سکون سے بھی ہے اور لغۃً سکون بھی ہے (قاموس) یہ ایک لفظ سورہ انعام ع۲۰ میں كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ہے ابن ناظمؒ اور ان کے متبعین کا یہ کہنا ہے کہ یہاں مصنفؒ نے بربناء وزن بسکون الفاء بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے (۱۹) اِنْتَظِرْ بمعنی انتظار یہ چودہ ہیں اول سورۂ انعام ع۱۵ میں قُلِ انْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ہے۔ (۲۰) ظَمَا (العطش) بمعنی پیاس یہ تین ہیں (۱) سورہ توبہ ع۱۵ میں لَايُصِيْبُهُمْ ظَمَأٌ (۲) سورہ طٰہٰ ع۷ میں اِنَّكَ لَا تَظْمَـؤُا فِيْهَا (۳) سورۂ نور ع۵ میں يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاءً ا ہے۔

(۳) اَظْفَرَ ظَنًّا كَيْفَ جَا وَعْظُ سِوٰى ☆ عِضِيْنَ ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفٍ سَوَا

ت : (اور) اَظْفَرَ، ظَنًّا، وَعْظٍ جس طرح (اور جس صیغے سے بھی) آئے سوائے عِضِيْنَ کے (سورۂ) نحل (اور) زخرف کے ظَلَّ میں (یہ دونوں یکساں اور) (برابر ہیں)

ش : (۲۱) اَظْفَرَ ظَفَرْ سے ہے بمعنی فوز و نصرت یہ صرف ایک جگہ سورۂ فتح ع۳ میں مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ ہے۔ (۲۲) ظَنًّا اس کے چار معانی آتے ہیں (۱) تَرْجِيْحُ اَحَدِ الْاَمْرَيْنِ یعنی کسی چیز کے دو جوانب میں سے ایک جانب کو غالب کر دینا (۲) شک کرنا وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ اسی معنی میں ہے (۳) اور یقین کا معنی دیتا ہے فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مُوَاقِعُوْهَا اسی معنی میں ہے (۴) ہمت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ بمعنی مظنون (نزدکیؒ، مازنیؒ، کسائیؒ اور رویسؒ) یہ لفظ مع اپنے جمیع مشتقات کے شارحین کی رائے پر سرسٹھ جگہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ انہتر جگہ ہے ان میں پہلا سورۂ بقرہ ع۵ میں

اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُلٰقُوْا رَبِّھِمْ ہے۔(۲۳)وَعْظٌ بمعنی عذاب سے ڈرانا اور ثواب کی ترغیب اور شوق دلانا یہ لفظ اپنے جمیع مشتقات کے ساتھ صحیح یہ ہے کہ پچیس ہیں پہلا ان میں کا سورۂ بقرہ ع ۸ میں وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ہے لیکن سورۂ حجر ع ۶ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ اس میں سے نہیں ہے کیوں کہ بالاتفاق ضاد سے ہے اور عِضَةٌ کی جمع ہے کیوں کہ اس کی اصل عِضَھَةٌ تھی، لام کلمہ کی ہائے اصلی حذف ہوگئی، اس کے معنی کذب و بہتان کے ہیں، یا یہ کہ یہ عِضْوَةٌ کی جمع ہے جو تفرّق اور الگ الگ ہونے کے معنی میں ہے (ضد الاجتماع) پھر واؤ حذف کردیا گیا، بعض کی رائے ہے کہ عِضِیْنَ عِضَةٌ بمعنی خبر کی جمع ہے اور اسی سے اعضاء انسان بھی ہے۔(۲۴)ظَلَّ ــــ بمعنی دوام یہ نو ہیں ناظمؒ نے سب کو بیان فرمادیا ہے، پہلا سورۂ نحل ۷ میں ظَلَّ وَجْھُهٗ مُسْوَدًّا ہے اور دوسرا سورۂ زخرف ع ۲ میں یہی لفظ ہے، باقی سات کو ناظم اگلے شعر میں ذکر فرمارہے ہیں۔

(۴)وَ ظَلْتَ ظَلْتُمْ وَ بِرُوْمٍ ظَلُّوْا ☆ کَالْحِجْرِ ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ

(۵)**ت** : اور ظَلْتَ (سورۂ طٰہٰ ع ۵ میں اِلٰی اِلٰھِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاکِفًا ہے، (اور) (۴)فَظَلْتُمْ (سورۂ واقعہ ع ۲) میں فَظَلْتُمْ تَفَکَّھُوْنَ ہے، یہ دونوں دو لاموں سے ہیں دوسرا تخفیفاً محذوف ہوگیا) اور (۵) سورۂ روم ع ۵ میں لَظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ یَکْفُرُوْنَ) ہے (۶) سورۂ حجر ع ۱ کے فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ) کی طرح ہے اور (اور سورۂ) شعراء (ع ۱) کے فَظَلَّتْ (فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ ع ۵ کے) (۸)فَنَظَلُّ (فَنَظَلُّ لَھَا عَاکِفِیْنَ) میں۔

(۵)یَظْلَلْنَ مَحْظُوْرًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ ☆ وَ کُنْتَ فَظًّا وَّ جَمِیْعِ النَّظَرِ

ت : (اور)(۹)فَیَظْلَلْنَ (سورۂ شوریٰ ع ۴ میں فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَھْرِهٖ ہے یہ نو پورے ہوگئے اور) مَحْظُوْرًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ کے اور کُنْتَ فَظًّا اور نَظَر کے تمام (الفاظ)

ش (۵) : حَظَر بمعنی منع اور رکاوٹ، یہ قرآن میں دو جگہ ہے (۱) سورہ اسراء ع ۲ میں وَمَا کَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ہے اور دوسرا سورۂ قمر ع ۲ میں کَھَشِیْمِ الْمُحْتَظِرْ

ہے هَشِيم بمعنی ٹوٹی ہوئی چوراچورا گھاس، حظِيرَہ بمعنی باڑھ اور کانٹا جسے کھیتوں اور درختوں کے کنارے کنارے جانور وغیرہ سے روک اور بچاؤ کی غرض سے لگایا جاتا ہے کَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرْ کے معنی ہیں کہ وہ لوگ باڑھ میں لگے ہوئے کانٹے کے چورے کے مثل ہوگئے۔

اور اس کے ماسواء جو لفظ اس سے پہلے كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ہے یہ ضاد ہے اور یہ حضور سے بنا ہے جو غَيْبَتْ کا مقابل ہے۔

(۲۶) فَظًّا بمعنی سخت کلام اور بدخلق، یہ قرآن میں ایک جگہ سورۂ آل عمران ع ۱۷ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ ہے۔

(۲۷) اَلنَّظر یہ لفظ اپنے جمع مشتقات کے ساتھ چھیاسی جگہوں پر ہے، پہلا ان میں سے سورۂ بقرہ ع ۶ میں وَ اَنْتُمْ تَنظُرُوْنَ ہے۔

اگلے شعرے میں ناظمؒ نے تین مواقع کو اس سے اس لئے مستثنٰی فرمادیا ہے کہ بادی النظر میں یہ وہم ہوتا تھا کہ یہ بھی ظاء سے ہے جب کہ یہ ضاد سے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۶) اِلَّا بِوَيْلٍ هَلْ وَ اُوْلٰى نَاضِرَةْ ☆ وَالْغَيْظِ لَا الرَّعْدِ وَهُوْدٍ قَاصِرَةْ

ت : لیکن وَيْلٌ (یعنی سورۂ تطفیف اور) هَلْ (یعنی هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ سورۂ دھر) اور پہلا نَاضِرَةٌ (یعنی سورۂ قیامہ ع ۱ ان تینوں میں ظآء نہیں بلکہ ضاد ہے) اور غَيْظْ (کے مادہ میں بھی ظآء ہے) نہ کہ (سورۂ) رعد اور (سورۂ) ہود میں (کہ یہ دونوں بالضاد ہیں) کمی ہیں (یعنی گھٹنے کے معنی میں ہیں یا یہ کہ اس مادہ کے مستثنٰی الفاظ انہی دونوں میں منحصر ہیں، باقی اور ظاء سے ہیں)

ش : سورۂ تطفیف جس کے شروع میں وَيْلٌ ہے اس میں نَضْرَةَ النَّعِيم اور سورۂ دہر (ع ۱) جس کے ابتداء میں هَلْ اَتٰى ہے اس میں وَ لَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ہے اور سورۂ قیامہ ع ۱ میں وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ہے یہ تینوں ضاد سے ہیں نَضْرَةٌ کے معنی حسن، رونق اور شادابی و تروتازگی کے ہیں، کہا جاتا ہے تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ یعنی ان کے چہروں میں نعمت کی رونق معلوم ہوتی ہے۔ اُوْلٰى نَاضِرَةْ سے اِلٰى رَبِّهَا

نَاظِرَة نکل گیا کہ یہ ظاءہی سے ہے۔

(۲۸) اَلْغَیْظ بمعنی غصہ ہونا یہ گیارہ جگہوں پر ہے پہلا ان میں سورۂ آل عمران ع ۱۲ میں عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ہےاور چوں کہ دو الفاظ اس غیظ کے مشابہ (مگر معنًی مغائر) تھے جو سورۂ ہود میں وَغِیْظَ الْمَاءُ ہے اور سورۂ رعد میں وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ہے یہ دونوں ضاد سے ہیں اس لئے ناظم نے لَا الرَّعْدِ وَ هُوْدٍ سے الگ کردیا۔ معنًی دونوں میں یہ فرق ہے کہ بالظاء بمعنی غصہ اور بالضاد بمعنی نقصان ہے۔

(۷)وَالْحَظِّ لَا الْحَضِّ عَلَى الطَّعَامِ ☆ وَ فِيْ ضَنِيْنٍ نِ الْخِلَافُ سَامِيْ

ت : اور اَلْحَظُّ میں (بھی ظا ہے) نہ کہ اس اَلْحَضِّ میں جو ترعیبِ اِطعام کے معنٰی میں ہےاور بِضَنِیْنٍ میں (قراء کا) اختلاف بلند (ومشہور) ہے۔

ش : (۲۹) حَظٌّ بمعنی حصہ، نصیب یہ سات ہیں جن میں پہلا سورۂ آل عمران ع ۱۸ میں یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ہے اور تین الفاظ اس حَظٌّ کے مشابہ تھے (مگر معنًی مخالف) پہلا سورۂ حاقہ ع ۱، میں وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ حَضَّ بالضاد بمعنی تحریض وترغیب ہےاس لئے لَا الْحَضِّ سے ناظمؒ نے الگ فرمادیا۔

اور بِضَنِیْنٍ میں قراء سبعہ کا اختلاف ہے۔ مکیؒ، بصریؒ، کسائی (عشرہ میں رویسؒ) بالظاء پڑھتے ہیں اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی قراءت اور رسم ہے ظَنِیْنٍ بمعنی مظنون مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے نہیں ہیں کہ آپ کوغیب یعنی وحی خداوندی کے سلسلے میں عیاذاً باللہ ازقسم تحریف وتصحیف یازیادتی وکمی یاتغیر وتبدل، متہم کیا جاسکے، یہ معنی ارشاد باری وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کے مطابق اوراس کی تاکید وتائید میں ہیں۔ باقی حضرات بالضاد پڑھتے ہیں۔ ضَنِیْنَ بروزن فَعِیْل بمعنی فاعل کے معنی بخیل کے ہیں یعنی آں حضور ﷺ وحی خداوندی کے بیان میں لوگوں پر بخیل نہیں ہیں، اس سے ارشاد باری یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَااُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ کی تحقیق ہوتی ہے۔ مصحف امام اور دیگر تمام مصاحفِ عثمانی میں یہی رسم ہے نیز مقدمہ کے اکثر نسخوں میں بھی رسم بالضاد ہی ہے (المنح الفکریہ)

ضاد کے مادّے کے الفاظ

فائدہ : افادۂ عام کی غرض سے ضاد سے مشتق مادوں کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ضاد درج ذیل تراسی مادوں میں آیا ہے۔ فاءِ کلمہ یعنی مادے کے پہلے حرف میں پچیس ہیں۔

(۱) ضَرْبًا سورۂ صٰفّٰت ع۳ (ضَرَبَ یَضْرِبُ وغیرہ) (۲) اَلضَّرَّ سورہ نساء ع۱۳/ اور ضُرٍّ، وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ بِضَارِّيْنَ...... بِضَارِّهِمْ، لَاتُضَارَّ، ضَرَّآءَ نیز اُضْطُرَّ، اَضْطَرُّهٗ، اَلْمُضْطَرَّ وغیرہ) (۳) ضَلٰلَةٌ سورہ اعراف ع۸ (ضَلٰلٍ، ضَلَّ، یَضِلُّ اور اَضَلَّ، یُضِلُّ وغیرہ) (۴) فَضَحِكَتْ سورہ ہود ع۷، (یَضْحَكُوْنَ، ضَاحِكَةٌ، اَضْحَكَ وغیرہ) (۵) ضَاقَ سورۂ ہود ع۷ (ضَاقَتْ، یَضِیْقُ، ضَائِقٌ، ضَیْقٍ، ضَیِّقًا وغیرہ) (۶) ضِعْفًا سورۂ اعراف ع۴ (ضِعْفَيْنِ، اَضْعَافًا، مُضٰعَفَةً، یُضٰعِفُهٗ وغیرہ) (۷) ضُعْفًا سورۂ انفال ع۹ (ضُعْفٍ، اَضْعَفُ، ضَعُفَ، ضَعُفُوْا، اُسْتُضْعِفُوْا وغیرہ) (۸) ضِغْثًا سورۂ صٓ ع۴ (اَضْغَاثُ) (۹) ضَرِيْعٍ سورۃ الغاشیہ (۱۰) وَالضَّفَادِعَ سورہ اعراف ع۱۶ (۱۱) ضِیْزٰی سورہ النجم ع۱ (۱۲) ضَیْفِیْ سورۂ ہود ع۷ (ضَیْفِ وغیرہ) (۱۳) ضِیَآءٌ سورہ یونس ع۱ (اَضَاءَ، یُضِیْٓءُ وغیرہ) (۱۴) ضَیْرَ سورۂ شعراء ع۳ (۱۵) ضَنْكًا سورہ طٰہٰ ع۷ (۱۶) ضَبْحًا سورۂ العدیٰت (۱۷) اَلضَّاْنِ سورہ انعام ع۱۷ (۱۸) ضُحًی سورۂ اعراف ع۱۲ (وَالضُّحٰی، ضُحٰهَا، وَلَا تَضْحٰی وغیرہ) (۱۹) ضَامِرٍ سورہ الحج ع۴ (۲۰) اَضْغَانَهُمْ سورہ محمدؐ (ﷺ) وغیرہ (۲۱) وَاضْمُمْ سورہ طٰہٰ ع۱ (۲۲) یُضِیْعُ سورۂ توبہ ع۱۵ (اُضِیْعُ، اَضَاعُوْا وغیرہ) (۲۳) مَضَاجِعِهِمْ سورۂ آل عمران ع۱۶ (۲۴) یُضَاهِـُٔوْنَ سورۂ توبہ ع۵ (۲۵) ضِدًّا سورہ مریم ع۵۔

عین کلمہ یعنی دوسرے حرف میں ستائیس ہیں:

(۱)بِضْعِ سورہ یوسف ع۵ (۲)بِضَاعَةً سورہ یوسف ع۲ (۳)حَضَرَ سورہ نساء ع۱ (يَحْضُرُوْنَ، اَحْضَرْنَ، مُحْضَرُوْنَ وغیرہ) (۴)خَضِرًا سورۂ انعام ع۱۲ (خُضْرٌ، اَلْاَخْضَرِ، مُخْضَرَّةً) (۵)اَلرَّضَاعَةِ سورہ بقرہ ع۳۰ (اَرْضَعْنَ، يُرْضِعْنَ، مُرْضِعَةٍ اَلْمَرَاضِعِ وغیرہ) (۶)اَفْضٰى سورۂ نساء ع۳ (۷)اَلْفَضْلِ سورہ بقرہ ع۱۳۲ (فَضَّلَ، تَفْضِيْلاً وَ نُفَضِّلُ وغیرہ) (۸)فَلَا تَفْضَحُوْنِ سورۂ حجر ع۵ (۹) قَضْبًا سورۂ عبس (۱۰)رَضِىَ سورۂ مائدہ ع۱۶ (يَرْضٰى، رِضْوَانٌ، يُرْضُوْنَكُمْ وغیرہ) (۱۱)عِضِيْنَ سورہ حجر ع۶ (۱۲)خَاضِعِيْنَ سورہ شعراء ع۱ (۱۳)عَضُدًا سورہ کہف ع۷ (۱۴)بِغَضَبٍ سورہ بقرہ ع۱۷ (غَضِبَ، غَضْبَانَ، مُغَاضِبًا وغیرہ) نَضْرَةً سورۂ تطفیف (نَاضِرَةٌ وغیرہ) (۱۶)نَضِيْدٌ سورہ ق ع۱ (مَنضُوْدٍ) (۱۷)هَضْمًا سورۂ طٰہٰ ع۶ (هَضِيْمٌ) (۱۸)نَضِجَتْ سورۂ نساء ع۸ (۱۹)مَوْضُوْنَةٍ سورۂ واقعہ ع۱، (۲۰)مَخْضُوْدٍ سورۂ واقعہ ع۱ (۲۱)وَضَعْتُهَا سورہ آل عمران ع۴ (وَضَعَ يَضَعُ، مَوْضُوْعَةٌ وغیرہ) (۲۲)تَضَرُّعًا سورۂ اعراف ع۸ (يَضَّرَّعُوْنَ، تَضَرَّعُوْا، يَتَضَرَّعُوْنَ) (۲۳)قَضٰى سورہ بقرہ ع۱۴ (قُضِىَ، يَقْضِىْ، قَاضٍ، فَاقْضِ، مَقْضِيًّا وغیرہ) (۲۴)نَضَّاخَتٰنِ سورہ رحمٰن ع۳ (۲۵)اَمْضِىَ سورۂ کہف ع۵ (مُضِىٌّ، مَضٰى، مَضَتْ وغیرہ) (۲۶)وَالْبَغْضَاءُ سورۂ مائدہ ع۳ (۲۷)مِنْ مُّضْغَةٍ سورۂ حجر ع۵۔

اور لام کلمہ یعنی مادے کے آخری حرف میں چوبیس ہیں۔

(۱)قَيَّضْنَا سورہ فصلت ع۳ (نُقَيِّضْ وغیرہ) (۲)تَفِيْضُ سورہ مائدہ ع۱۱ (اَفَاضَ، تُفِيْضُوْنَ، اَفِيْضُوْا، اَفَضْتُمْ وغیرہ) (۳)قَرْضًا سورہ بقرہ ع۳۲ (يُقْرِضُ) (۴)غِيْضَ سورۂ ہود ع۴ (تَغِيْضُ) (۵)بَعْضَ سورہ بقرہ ع۹ (۶)مَرَضٌ سورۂ بقرہ ع۲ (مَرِضْتُ الْمَرِيْضُ، مَرِيْضًا) (۷) نَقَضَتْ سورہ نحل ع۱۳ (نَقْضِهِمْ، يَنْقُضُوْنَ، اَنْقَضَ) (۸)اَلْاَبْيَضُ سورۂ بقرہ ۲۳ (بَيْضَاءَ، بِيْضٌ، بَيْضٌ

وغیرہ)(۹)فَسَیُنْغِضُوْنَ سورۂ اسراع۵(۱۰)اَلْاَرْض سورہ بقرہ ع۲،(۱۱)لَاتَرْکُضُوْا سورہ انبیاء ع۲(اُرْکُضْ)(۱۲)حَرَضًا سورہ یوسف ع۱۰(۱۳)اُفَوِّضُ سورہ مؤمن ع۵(۱۴)خَوْضٍ سورہ طور ع۱(یَخُوْضُوْا، اَلْمَخَاضُ، خَائِضِیْنَ)(۱۵)خَافِضَةٌ سورہ واقعہ ع۱(۱۶)دَاحِضَةٌ سورۂ شوریٰ ع۲(لِیُدْحِضُوْا وغیرہ)(۱۷)رَمَضَانَ سورہ بقرہ ع۲۳(۱۸)فَقَبَضْتُ سورۂ طٰہٰ ع۵(قَبْضَةً وغیرہ)(۱۹)عَرَضَ سورۂ اعراف ع۲۱(عَرَضًا، عُرِضُوْا، عَرِیْضٍ، اِعْرَاضًا، اَعْرَضَ، یُعْرِضُ، مُعْرِضُوْن وغیرہ) (۲۰)فَرَضَ سورۂ بقرہ ع۲۵(تَفْرِضُوْا، فَرِیْضَةً وغیرہ)(۲۱)یُوْفِضُوْنَ سورۂ معارج ع۲(۲۲)بَعُوْضَةً سورۂ بقرہ ع۳(۲۳)رَوْضَةٍ سورۂ روم ع۲(۲۴)اَنْ تُغْمِضُوْا سورہ بقرہ ع۳۷۔

اورمضاعف میں چھ ہیں: (۱)لَاانْفَضُّوْا سورہ آل عمران ع۱۷(۲)یَنْقَضَّ سورہ کہف ع۱۰(۳)یَعَضُّ سورۂ فرقان ع۳(عَضُّوْا)(۴)یَغُضُّوْا سورہ نور ع۴(یَغْضُضْنَ وغیرہ)(۵)وَالْفِضَّةِ سورۂ آل عمران ع۲(۶)یَحُضُّ سورہ حاقہ ع۱۔

☆☆☆

ابوالحسن اعظمی

شیخ القراء حضرت مولانا قاری ابوالحسن اعظمی کی تالیفات

۱-علم قراءات اور قراء سبعہ ۲-قواعد التجوید
۳-النفحۃ العنبریہ شرح مقدمۃ الجزریہ
۴-النفحات القاسمیہ شرح شاطبیہ
۵-التبشیر شرح التیسیر ۶-خلاصۃ الترتیل
۷-الفوائد الدریۃ ترجمہ مقدمۃ الجزریہ
۸-تیسیر القراءات فی السبع المتواترات
۹-قرآن مجید عشرہ صغیر کا حامل ۱۰-روح القراءات
۱۱-دارالعلوم دیوبند اور خدمات تجوید وقراءت
۱۲-الفوائد البھیۃ شرح دُرّہ
۱۳-ایضاح العشر فی حل طیبۃ النشر ۱۴-اظہار النعم
۱۵-حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات
۱۶-اجازۃ القرآن ۱۷-التصمیم الجدید نقشۂ تجوید
۱۸-جواہر القراءت ۱۹-قرآنی املاء اور رسم الخط
۲۰-جمعہ وعیدین کے فضائل ومسائل مع خطبات
۲۱-سوانح ابوعبید القاسم ابن سلامؒ ۲۲-ارکان اسلام
۲۳-رسم المصحف اور اس کے مصادر
۲۴-نفحۃ الریحان فی بیان اللحن ۲۵-کاتبین وحی
۲۶-دربار رسالت کے مستند قراء ۲۷-قراء شاذہ
۲۸-کلمات اذان میں مد کی تحقیق ۲۹-کشکول حسن
۳۰-اذان واقامت کے فضائل ومسائل
۳۱- التحفۃ الجمیلۃ شرح عقیلہ (رائیہ)
۳۲-معرب ومترجم خلاصۃ البیان
۳۳-نعم الورود فی احکام المدود ۳۴-مختصر معارف القرآن
۳۵-تحفۃ الحسنات بمتون القراءات ۷ متون
۳۶-دلچسپ وحیرت انگیز ۳۷-آداب تلاوت
۳۸-مقدمہ علم قراءت سفارشات وگذارشات
۳۹-حسن الاقتداء فی الوقف والابتداء
۴۰-نثر المرجان فی تعداد آیات القرآن
۴۱-مدرسہ تجوید القرآن دہلی خدمات اور تعارف
۴۲-حسن المحاضرات فی رجال القراء ۲ جلدیں
۴۳-ذکر ابرار ۴۴-یہ تھے شیخ الاسلام
۴۵-اساطین علم قراءت ۴۶-حواشی حسنیہ بر فوائد مکیہ
۴۷-ایضاح الوقف حاشیہ جامع الوقف
۴۸-المستبشرۃ فی القراءات الثلاث
۴۹-ضیاء النجوم حاشیہ معرفۃ الرسوم
۵۰-بیان العرفان حواشی جمال القرآن
۵۱-غنیۃ الطالبی فی تذکرۃ الامام الشاطبیؒ
۵۲-مسائل تجوید اور وقوف ۵۳-تاریخ علم قراءت
۵۴-ضیاء الارشاد فی تحقیق الظاء والضاد
۵۵-روح پرور حالات اور حیرت انگیز معلومات
۵۶-الفیض العمیم فی اجراء جزء الٓمّ
۵۷-اکابر علماء امت کا اعتناء فی القراءات
۵۸-حدیث سبعۃ احرف اور علامہ ابن جریر طبریؒ
۵۹-حرکات الحروف فی نطق المجھول والمعروف
۶۰-تونے سیارے تراشے ہیں…… (سوانح ابوالحسن اعظمی)
۶۱-خزائن العرش فی روایت قالونؒ وورشؒ
۶۲-الدر النثیر فی قراء ابن کثیر مکیؒ
۶۳-وصول الغمر الیٰ قراءۃ ابی عمرو بصریؒ
۶۴-المصباح الزاہر فی قراءۃ ابن عامر شامیؒ
۶۵-فیض الودود بروایت شعبہ عن عاصم ابن ابی النجود
۶۶-الکلام المجیب بقراءۃ حمزہ ابن حبیب کوفی
۶۷-القول النہائی فی قراءۃ کسائی کوفیؒ
۶۸-الانعام المزید فی قراءۃ امام یزید مدنیؒ
۶۹-کشف المحجوب فی قراءۃ امام یعقوبؒ
۷۰-العمدۃ الشغف فی قراءۃ امام خلفؒ
۷۱-ابوالحسن اعظمی معاصرین کی نظر میں
۷۲-روبرو گفتگو-ایک انٹرویو ۷۳-رحمت عالمؐ
۷۴-تحفۃ العرفان فی بیان اوقاف القرآن
۷۵-ارشاد الاخوان فی تجوید القرآن
۷۶-ابوالحسن اعظمی اپنی تصانیف کے آئینے میں
۷۷-علم تجوید وقراءت اہمیت اور ضرورت
۷۸-تحصیل الیسر فی شرح ناظمۃ الزہر
۷۹-نقوشِ فکر وفن یعنی تذکرہ تصانیف ابوالحسن
۸۰-عمدۃ الاقوال ترجمہ تحفۃ الاطفال ۸۱-دینی تعلیم اور مدارس
۸۲-ایک دلآویز شخصیت یعنی مختصر سوانح مولانا نامدراسی
۸۳-قراءات عشرہ کبیرہ کا حامل قرآن کریم (بطریق طـ

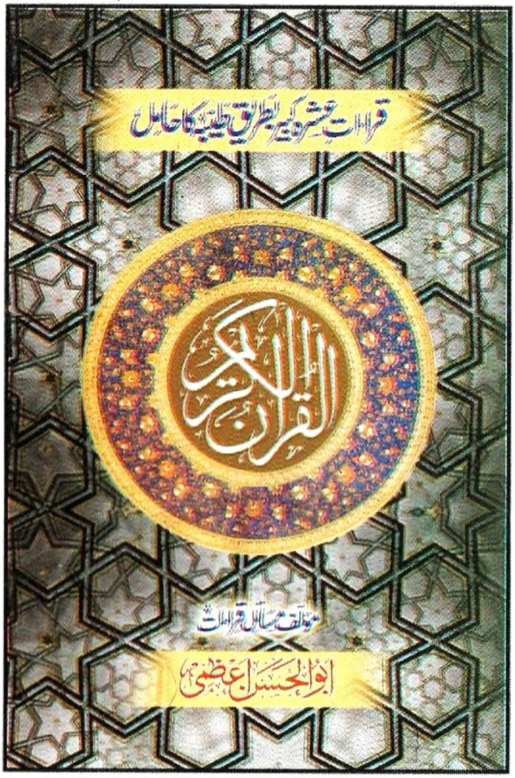

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی مقبول ترین تفسیر معارف القرآن کی تلخیص

مختصر معارف القرآن

تین جلدوں میں مکمل

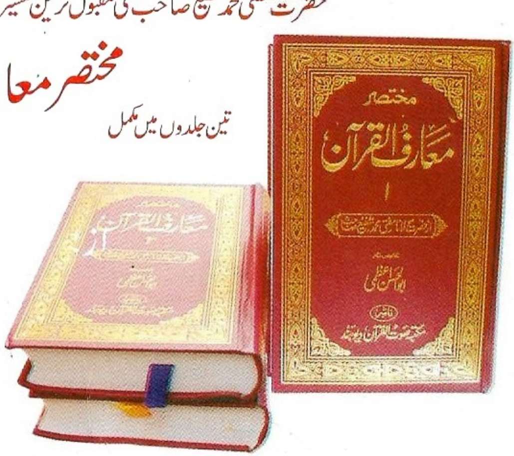

ابو الحسن اعظمی